رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ہُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

لوکل فروخت
فی پرچہ از

شرح چندہ

فاروق
قادیان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ ذوالحجہ ۱۳۵۶ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۳۸ء | نمبر ۵

دارالامان کی خبریں

(۱) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت ایام زیر اشاعت میں کھانسی اور گلے کی تکلیف سے ناساز رہی۔ آج ۵ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ حضور کی طبیعت اب خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی ناساز رہی۔ ۴ فروری کو سر درد کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

(۳) شیخ مصری اور اس کے تین ساتھیوں پر زیر دفعہ ۱۰۷ جو مقدمہ چل رہا ہے۔ اسمیں ۲۹ جنوری کو بقیہ گواہان سرکاری کی شہادت ہو کر چاروں ملزموں کا بیان ہوا۔ شیخ مصری اور عبدالعزیز نے تحریری بیان دینے کو کہا ہے۔ آئندہ سماعت کیلئے ۱۶ فروری مقرر ہوئی ہے۔

(۴) خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب و میر محمد اسحاق صاحب و مولوی ابوالعطا اللہ دتا صاحب کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۷ جو مقدمہ دائر ہے۔ وہ ۳۱ جنوری کو پیش ہو کر بعض گواہان کی شہادتیں ہوئیں۔ اور آئندہ سماعت کیلئے ۲۴ فروری مقرر ہوئی ہے۔

(۵) ۲۸ جنوری ۳۸ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مولوی عبدالوہاب صاحب عمر خلف حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

فاروق کی اشاعت بڑھانا آپ کا قومی فرض ہے

کیوں؟ اس لئے کہ :-

(۱) حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ نے اسکی خریداری کے واسطے ارشاد فرمایا ہے۔

(۲) حضور نے فاروق کو مفید بنانے کے لئے خود ایک پروگرام اس کا تجویز فرمایا ہے۔

(۳) فاروق میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا خطبہ جمعہ اور دیگر اہم تقریریں بھی شائع ہوتی ہیں۔

(۴) فاروق میں سلسلہ کی اور مرکز کی وہ تمام ضروری اطلاعیں اور خبریں اور غیر ممالک کے احمدیہ مشنوں کی تبلیغی رپورٹیں اور مبلغین سلسلہ کی کارگذاریاں نکلتی ہیں۔

(۵) فاروق میں علمی مضامین صداقت اسلام۔ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مخالفین اسلام و سلسلہ احمدیہ کے اعتراضوں کے جوابات شائع ہوتے ہیں۔

(۶) فاروق میں دنیا کی چیدہ چیدہ عام خبریں بھی دی جاتی ہیں۔

(۷) فاروق کا سائز الفضل کے برابر اور کاغذ و لکھائی و چھپائی بہت عمدہ ہوتے ہیں۔

(۸) فاروق ہر انگریزی مہینے میں چار بار اپنی مقررہ تاریخوں پر ۱۲ صفحہ کا نکلتا ہے۔

(۹) فاروق کا چندہ باوجود عمدہ کاغذ اور لکھائی و چھپائی اور تقطیع بڑی ہونے کے سالانہ صرف پانچ روپیہ اور ششماہی دو روپیہ آٹھ آنہ ہے۔ جو پیشگی وصول ہونا ضروری ہے

(۱۰) فاروق کا چندہ ایک ہزار خریدار ہونے پر بجائے پانچ روپیہ کے چار روپیہ کر دیا جائیگا۔

آخری التماس

میں نے یہ پرچہ بہت سے ایسے دوستوں کے نام جو اب تک فاروق کے خریدار نہیں ہوئے۔ یا پہلے تھے۔ مگر اب خریدار نہیں رہے بامید خریداری ارسال کیا ہے۔ یقین ہے۔ کہ وہ خریداری منظور فرما کر ثواب حاصل کریں گے اور میں ہر ماہ انشاء اللہ حضور کی خدمت میں رپورٹ پیش کرتا رہوں گا۔ کہ کس قدر خریدار اب تک فاروق کے ہوئے ہیں۔ اور حضور سے دعا کی درخواست کروں گا۔ کہ ایسے دوستوں کے لئے حضور دعا فرما دیں۔ پس ایسے جن دوستوں کے پاس یہ پرچہ پہنچے۔ وہ اپنی منظوری یا نامنظوری کی اطلاع دفتر فاروق میں کر دیں۔ تاکہ آئندہ اس کے مطابق عمل کیا جاوے۔ اور جن دوستوں کی طرف سے کوئی اطلاع نہ آئی۔ ان کو خریدار سمجھ لیا جائیگا۔ پھر ان کے نام دوسرا پرچہ ۱۴ فروری ۳۸ء کا بذریعہ وی۔پی ارسال ہوگا۔ یا وہ بذریعہ منی آرڈر چندہ ارسال کر دیں۔ کہ کب ان کے نام وی۔پی بھیجا جائے۔ یا کب وہ چندہ خود بھیج دیں گے۔ بصورت عدم اطلاع سب کے نام تیسرا پرچہ وی پی کر دیا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا ان کا قومی اور اخلاقی فرض ہوگا۔ خدا آپ کے دلوں میں خود اس تحریک کا احساس پیدا کرے۔ آمین۔

(خاکسار ایڈیٹر)

ضروری اعلان

میاں مہر الدین صاحب قلعی گر کی نسبت نظارت ہذا کا فیصلہ ہے۔ کہ جماعت کے دوست ان کے ساتھ مقاطعہ رکھیں۔ انہوں نے معافی کے لئے درخواست دی تھی۔ وہ منظور نہیں کی گئی۔

(ناظر امور عامہ)

صاحب کا نکاح ڈاکٹر ... امۃ اللطیف صاحبہ بنت مفتی فضل احمد صاحب ... حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے پڑھا ... تقریب مبارک کی خاندان

سلسلہ کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری شہادت صفائی بمقدمہ سرکار بنام سردار عبدالرحمٰن صاحب بی اے نومسلم سابق مہر سنگھ

(از شیخ رحمت اللہ صاحب سٹیشن ماسٹر ٹانگرہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۰ء سے ۱۹۰۷ء تک دو تین دفعہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو کشف میں مسلمان بزرگ کی شکل میں دیکھا۔ اس لئے سکھوں کو مخاطب کر کے ست بچن کتاب تالیف فرمائی۔ جس کے مطالعہ کے بعد بہت سے سکھ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ان میں سے سردار سورن سنگھ المعروف سردار محمدؐ یوسف صاحب ایڈیٹر نور اور سردار مہر سنگھ المعروف سردار عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے نے اپنی متعدد تصنیفات میں لکھا۔ کہ چونکہ بابا نانک جی علیہ الرحمۃ نے قرآن پر عمل کر کے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی متابعت میں فیض پایا ہے۔ اس لئے ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے آج تک اس بات کا پروپاگنڈا ہوتا رہا۔ کہ بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان ولی تھے۔

گذشتہ سال سردار عبدالرحمٰن صاحب نومسلم نے حسب معمول ایک ہینڈ بل دو ورقہ شائع کیا۔ کہ بابا نانک جی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل دین دھرم اسلام تھا۔ اور چولہ صاحب جو ڈیرہ بابا نانک میں پڑا ہے۔ گرنتھ صاحب سے زیادہ معتبر ہے۔ کیونکہ چولہ صاحب باباجی کے جسم مبارک کے ساتھ رہا ہے۔ اور گرنتھ صاحب ۶۱ سال بعد پانچویں گرو صاحب نے لکھوایا تھا۔ جو کہ باباجی کا مصدقہ نہیں ہے۔ پولیس نے سردار عبدالرحمٰن صاحب پر پریس ایکٹ کے ماتحت سکھ مجسٹریٹ علاقہ بٹالہ کے روبرو مقدمہ پیش کیا۔ اس لئے احمدیوں نے جائز طور پر انتقال مقدمہ کی کوشش کی۔ جو کہ منظور نہ ہوئی۔ سرکار کی طرف سے بڑے بڑے سکھ ودوانوں کو سردار عبدالرحمٰن صاحب کے برخلاف شہادت دینے کیلئے بلایا گیا۔ جنہوں نے اپنے مسلمات کے برخلاف گرنتھ صاحب کے شبدوں کے معنے کئے۔ بھائی بالا اور اسکی جنم ساکھی کو فرضی شخص و جعلی جنم ساکھی کہکر گواہی دی۔ اور ہمارے گیانیوں کی جرح کا جواب نہ دے سکے۔

اس مقدمہ میں میری بھی شہادت تھی۔ جب میں ۲۰/۱۲/۳۷ کو شہادت دینے گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آج چودھری فتح محمدؐ صاحب ایم۔ اے سیال۔ سردار محمدؐ یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ بھائی عبدالرحیم صاحب نومسلم۔ گیانی واحد حسین صاحب۔ گیانی عباد اللہ صاحب۔ مولوی محمدؐ علی صاحب ایم اے سید محمدؐ حسین شاہ صاحب سول سرجن کی بھی شہادتیں ہوں گی۔ مولوی محمدؐ علی صاحب و سید محمدؐ حسین شاہ صاحب کی شہادتیں اسی دن یعنی ۲۰/۱۲/۳۷ کو ہوئیں۔ جنہوں نے بڑے زوردار الفاظ میں باباجی کا مسلمان ہونا ثابت کیا۔ عدالت کے سوال پر مولوی صاحب نے کہا کہ میں گرو ہر سہائے میں گیا تھا۔ وہاں ایک پوتھی گردوارہ میں دیکھی۔ جو کہ دریافت کرنے اور کھولنے پر معلوم ہوا۔ کہ باباجی کے وقت کا قرآن شریف ہے۔ عدالت نے پوچھا۔ کیا آپ کا عقیدہ ہے۔ کہ باباجی مسلمان تھے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ ہمارا یہی ایمان ہے۔ اور ہماری جماعت اس بات کی اشاعت کرتی رہتی ہے۔

اس کے بعد میری شہادت یوں ہوئی:-

سوال وکیل صفائی۔ اصل چولہ صاحب بابا نانک جی کا جو ڈیرہ بابا نانک میں رکھا ہوا ہے۔ کیا آپ نے دیکھا ہے؟ اگر دیکھا ہے۔ تو اس پر کیا اور کونسی زبان میں لکھا ہے؟

میرا جواب۔ چولہ صاحب پر بزبان عربی قرآنمجید کی سورتیں۔ اسمائے الٰہی و چند سورتوں کے عدد بحساب علم جفر لکھے ہیں۔ جس سے اسلام کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔

سوال وکیل صفائی۔ کیا بابا نانک صاحب مسلمان تھے؟

میرا جواب۔ اگرچہ وہ ہندوؤں کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ مگر صوفیائے کرام کی صحبت سے مستفید ہو کر مسلمان ہو کر اسلامی احکام کی پیروی کی۔ اور مکہ شریف کا حج بھی کیا۔

سوال وکیل صفائی۔ کیا اگر باباجی کو کوئی ہندو کہے۔ تو آپ کو غصہ لگتا ہے؟

میرا جواب۔ ہاں مجھے بُرا لگتا ہے۔ کیونکہ ہندو مشرک ہیں۔ اور بابا نانک جی موحد تھے۔ اور ایک اللہ ہی کی تلقین کرتے تھے۔ اور خالص توحید کا مسئلہ صرف اسلام میں ہی ہے۔ دوئم ہندو لوگ تناسخ و اداگون کے قائل ہیں۔ مگر باباجی تناسخ کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ اللہ کی بخشش کے قائل تھے۔ اور رب کی رضا پر خوش تھے۔ جیسے

جی جنت سب سرن تمہاری سرب چنت تدھ پاسے
جو تدھ بھاوے سوئی چنگا اک نانک کی ارداسے

یعنی روح دنیا سب تیری پناہ میں ہیں۔ سب دی چنتا (فکر) تینوں ہی ہے۔ جو کچھ تینوں بھاوے اوہو ہی چنگا ہے۔ نانک کی تو یہی عرض (بینتی) ہے۔ درود شریف پڑھنے کی تعریف کرتے ہیں۔ جیسا کہ "برکت تنکو اگلی پڑھدے رہن درود"۔ گرنتھ صاحب ص ۵۳/۱۸۔ یعنی جو درود پڑھتے رہتے ہیں۔ ان کو اس جہان اور اگلے جہان میں بڑی برکت ہے۔ پھر فرماتے ہیں:۔ "مسلمان کہاون مسکل جا ہوئے تا مسلمان کہاوے۔ اول اَول (اولیاء اللہ) دین کر مٹھا مصقل مانا۔ مال مُساوے۔ ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے۔ رب کی رضائے منّے سر او پر۔ کرتا منّے۔ آپ گواوے تو نانک سرب جیا پر مرحمت ہووے۔ تا مسلمان کہاوے۔" ص ۱۴۱/۱۶

سوال وکیل صفائی۔ درُود کیا چیز ہے؟

میرا جواب۔ مندرجہ ذیل دعا درود ہے:۔

اللّٰھم صل علٰی محمد تا حمیدٌ مجید۔ جس کی بابت اللہ کا حکم ہے۔ "اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ اس پر صلوٰۃ بھیجو اور اچھا سلام بھیجو"۔ نبی صلعم پر صلوٰۃ بھیجنے سے آنحضرت صلعم سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور اُن فیوض اور برکات کا دائرہ بھی وسیع ہوتا ہے۔ جو آپ کی وساطت سے دنیا کو پہنچ رہے ہیں۔ مومنوں اور نبی علیہ السلام کے درجے بلند ہوتے ہیں۔

سوال وکیل صفائی۔ بابا صاحب کی وفات پر ہندو مسلمانوں میں جھگڑا کس بات پر ہوا تھا؟

میرا جواب۔ ہندو کہتے تھے۔ کہ بابا ہندو ہے مسلمان کہتے تھے۔ کہ بابا نانک مسلمان۔ نمازی۔ حاجی۔ پکا مسلمان اور ہمارا پیر ہے۔ ہم نے انکی میت کو دفنانا ہے۔ چونکہ مسلمان پٹھانوں کا اس وقت زور تھا۔ انہوں نے ان کی لاش کو پوشیدہ طور پر بہار شاہ مجذوب کی لاش کی طرح کسی اور جگہ پہنچا دیا۔ اور ظاہرا طور پر ہندوؤں کو نصف چادر دے دی۔ اور آدھی چادر آپ رکھ لی۔ ہندوؤں نے چادر جلانے کی جگہ مڑھی۔ اور مسلمانوں نے چادر دفن کرنے کی جگہ مقبرہ بنا دیا اور پاس ہی چھوٹا سا چبوترہ نماز پڑھنے کے لئے (بابا صاحب کی نشانی مسلمانی کی) بنا دیا۔ کسی وقت راوی دریا اس جگہ کو بہا کر لے گیا۔ اور بعد ازاں لوگوں نے اسی جگہ کا نمونہ موجودہ جگہ پر بنا لیا۔ جب حضرت صاحب نے لکھا۔ کہ بابا نانک مسلمان تھے۔ تو سکھوں کو فکر ہوا۔ کہ شاید مرزا صاحب اور ان کے مرید گدی کا دعوےٰ کر دیویں۔ ایک ہندو افسر کے مشورہ سے اکالیوں نے مقبرہ و چبوترہ نماز کا نام و نشان مٹا دیا۔ اور وہاں گرنتھ صاحب رکھ لیا۔ میں نے کئی دفعہ اپنے گاؤں کو جاتے ہوئے اس چبوترہ پر نماز پڑھی تھی۔ وہاں ایک فقیر مسلمان بوڑھا رہتا تھا۔ جو کہ چٹائی لوٹا۔ پانی کا گھڑا چبوترہ پر رکھتا تھا۔ اس درویش کو بھی اکالیوں نے نکال دیا۔ اور بابا صاحب کے اسلامی نشان کو مٹا دیا۔

سوال وکیل صفائی۔ بالا کون کہاں کا رہنے والا اور اس کے والدین کا نام کیا تھا؟

میرا جواب۔ بالا سندھو جاٹ بابا نانک جی کا ساتھی تھا۔ ننکانہ صاحب (تلونڈی) کا رہنے والا تھا۔ اس کے باپ کا نام تیج بھان۔ والدہ کا نام آنوکھی تھا۔ حسب بیان سکھ تواریخ اسی نے گورو انگد جی کو جنم ساکھی الموسوم جنم ساکھی بھائی بالا لکھوائی تھی۔ دیکھو جنم ساکھی بھائی منی سنگھ بھائی گیان سنگھ۔ نانک پرکاش مصنفہ بھائی سنتوکھ سنگھ۔ اگر بھائی بالا اور اسکی جنم ساکھی کو نہ مانا جاوے۔ تو سکھوں کے پاس بابا نانک جی کے جیون کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ آج تک بھائی بالے کا کنواں رائے بلار کی قبر کے پاس ننکانہ صاحب میں موجود ہے۔

سوال عدالت۔ کیا گرو گرنتھ صاحب پڑھے ہوئے ہو؟ اگر پڑھا ہے۔ تو کونسی زبان میں؟ اور کس شخص سے؟

میرا جواب۔ ہاں جناب میں نے بڑے بڑے سکھ ودوانوں سے بزبان گورمکھی گرنتھ صاحب پڑھا ہے۔ اور سکھ لٹریچر کا خوب مطالعہ کیا ہے اور گرنتھ صاحب بامعنی پڑھا ہے۔

سوال عدالت۔ چولہ صاحب آپ نے کب اور کس طرح دیکھا ہے؟ کیا اس پر عربی کے سوا سنسکرت وغیرہ بھی لکھی ہے؟

میرا جواب۔ میں ڈیرہ بابا نانک میں پڑھتا رہا ہوں۔ کئی بار میں نے چولہ صاحب کو دیکھا ہے اس پر سوائے عربی زبان کے کوئی علم نہیں لکھا ہوا۔ جو اس پر بہت سے رومال لوگوں نے چڑھائے ہیں۔ ان پر مختلف علموں یعنی اردو فارسی۔ گورمکھی۔ سنسکرت و دیگر زبانوں کے حروف میں لکھا ہوا اور کشیدہ کیا ہوا ہے۔ اس لئے دیکھنے والوں کو غلطی لگتی ہے۔

سوال کورٹ انسپکٹر۔ کیا یہ نقشہ چولا صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو ماسٹر عبدالرحمن نے شائع کیا ہے۔ اور وہ چولہ صاحب اصلی جو ڈیرہ بابا نانک میں ہے ملتے ہیں؟

میرا جواب۔ ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے اس چولہ صاحب کا اقتباس سا دیا ہے۔ یہ اسکی فوٹو نہیں ہے۔ سوائے جفری اعداد کے باقی سورتیں وہی ہیں۔ جو اس چولہ صاحب پر ہیں۔ اور ماسٹر صاحب نے اختصار سے کام لیا ہے۔

کیونکہ اس زمانہ میں علم جفر کے حساب سے عدد نکالنے و سمجھنے کا رواج نہیں۔ مسیح موعود کی کتابوں میں اصلی چولہ صاحب کی نقل درج ہے۔ جماعت احمدیہ نے مغالطہ نہیں دیا۔

سوال کورٹ انسپکٹر۔ یہ تاریخ گورو خالصہ آپ نے کہاں سے لی ہے؟

جواب۔ جناب یہ میری اپنی کتاب ہے۔ ایسی ہی اور سکھ مذہب کی بہت سی کتابیں میرے پاس ہیں۔

سوال کورٹ انسپکٹر۔ کیا آپ ساری باتیں اس کتاب کی درست مانتے ہیں؟

جواب۔ نہیں۔ کیونکہ متعصب مصنف نے بہت سی باتیں ہمارے برخلاف بھی اس میں لکھی ہیں۔ جو ہمارے لئے حجت نہیں۔

کورٹ انسپکٹر۔ اچھا ہم اس کتاب کو اگزبٹ یعنی شامل مسل کرتے ہیں۔

جواب۔ جناب ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہی کتابیں ہمارا ہتھیار ہیں۔ اور نایاب ہیں۔ اور کوئی کاپی ان کی کمپنی سے ملتی نہیں۔ دوسرے آئندہ ایڈیشنوں میں ہمارے مفید مطلب باتیں سکھ لوگ چھاپتے نہیں ہیں۔

میرے تاثرات اور بعض ضمنی باتیں

(۱) جب ۱۲ / ۹ کو مجسٹریٹ و کورٹ انسپکٹر ڈیرہ بابا نانک میں چولہ صاحب کو سرکاری طور پر دیکھنے گئے تھے۔ اگر ان کے ساتھ ہمارا کوئی ہوشیار وکیل ہوتا۔ تو وہ ہرگز یہ نہ کہتے۔ کہ عربی سورتوں و ہندسوں کے سوا اور بھی کچھ لکھا ہوا ہے۔

(۲) اگر بابا نانک جی کو مسلمان کہنا جرم ہے۔ تو یہ مقدمہ سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دوئم سردار محمد یوسف صاحب پر سوم سردار عبدالرحمن صاحب پر چہارم مولوی محمد علی صاحب پر بہت عرصہ اس سے پہلے چلنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ یہ عقیدہ احمدیوں کا نیا نہیں ہے۔

(۳) ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے تو بابا نانک جی کے فرمودہ "برکت تنکو اگلی پڑھدے رہن درود" کے مطابق باباجی کو "حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ" لکھا۔ یعنی باباجی کے حق میں مغفرت و برکت اور رحمت کی دعا کی۔ نہ کہ کوئی گالی دی۔

(۴) باباجی کی بانی خالص طور پر ہم تک محفوظ نہیں پہنچی۔ ورنہ روز روشن کی طرح باباجی کا عقیدہ مسلم ہونے کا ظاہر ہو جاتا۔ باباجی کی بانی کی بابت بھائی سنتوکھ سنگھ جی لکھتے ہیں۔ گرو انگد نے جو (بانی) لکھوائی۔ وہ نہ لکھی رہی اک تھائی پورب (پورانی) پوتھی (کتاب) ہتی جو۔ سر دئی بیا سا بیچ ڈبوئی۔ پنے چھید نے دئی بہائی۔ دیکھو نانک پرکاش ص ۱۶۵۔ یعنی جو بانی گرو نانک جی کی گرو انگد جی نے لکھوائی تھی۔ وہ ہندال گرو کے چیلہ نے چوتھے گرو کے وقت ایک ایک ورق کر کے دریائے بیاس میں بہا دی۔ بعد ازاں سکھوں نے من سنا کر کچھ بانی بابا نانک کے نام سے لکھ لی۔

صحابی کی تعریف

ناظر صاحب تالیف و تصنیف صحابی کی تعریف کے متعلق بعض استفسارات کی بنا پر ذیل کا مزید اعلان فرماتے ہیں:-

کچھ عرصہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات اور آپ کے صحابہ کے حالات جمع کرنے کی غرض سے نظارت تالیف و تصنیف کی طرف سے اعلان کیا جا رہا ہے۔ اور اس اعلان کے ضمن میں صحابی کی تعریف بھی شائع کی گئی ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ:-

"ہر وہ شخص جس نے احمدی ہونے کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا یا آپ کے کلام کو سنا ہے۔ اور اسے آپ کا دیکھنا یا آپ کے کلام کا سننا یاد ہے"۔

اس تعریف کے تعلق میں بعض لوگ دریافت کر رہے ہیں۔ کہ آیا وہ لوگ صحابہ میں شمار نہیں ہوں گے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں احمدیت کو قبول کیا۔ مگر کسی وجہ سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کا شرف حاصل نہیں کر سکے۔ اسی طرح ایسے پیدائشی احمدیوں کے متعلق بھی سوال اٹھایا جا رہا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ مگر انہیں آپ کا دیکھنا یا کلام سننا یاد نہیں۔ گو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دیکھا۔ اسی طرح یہ سوال بھی نظارت ہذا کے سامنے آیا ہے۔ کہ کیا ایسے لوگ صحابی شمار نہیں ہوں گے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ اور آپ کے کلام کو سنا۔ مگر وہ آپ کے زمانہ میں احمدی نہیں ہوئے۔ بلکہ بعد میں احمدی ہوئے۔

ان جملہ استفسارات کے متعلق لکھا جاتا ہے۔ کہ نظارت ہذا نے جو تعریف صحابی کی قائم کی ہے۔ وہ صرف ایک محدود غرض و غایت کے ماتحت ہے۔ اور اس میں بالذات صحابی کی تعریف کرنا مقصود نہیں۔ اس لئے ہو سکتا ہے۔ کہ دوسری جہت سے کسی دوسرے رنگ میں بھی صحابی کی تعریف کی جائے۔ جو درست ہو۔ دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے متعلق بھی صحابی کی تعریف میں محققین نے اختلاف کیا ہے۔ مگر عام معروف خیال صحابی کی تعریف کے متعلق وہی رہا ہے۔ جو نظارت ہذا نے شائع کیا ہے۔ اس لئے صحابی کی سابقہ تعریف پر حصر کرنے کے بغیر نظارت ہذا ابھی تک اپنی شائع کردہ تعریف پر قائم ہے۔ اور اس کو مد نظر رکھ کر مطلوبہ مواد جمع کرنا چاہتی ہے۔

البتہ چونکہ اس بحث کے سلسلہ میں صحابی کی ایک ایسی تعریف بھی سامنے آئی ہے۔ جو نظارت ہذا کی غرض و غایت کیلئے ممد ہو سکتی ہے۔ اس لئے آئندہ اسے بھی تسلیم کر کے صحابی کی تعریف میں شامل کیا جاتا ہے۔ یعنی جہاں تک مواد سیرت و سوانح جمع کرنے کا سوال ہے۔ ایسے دوست بھی صحابی سمجھے جائیں گے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا۔ یا آپ کا کلام سنا ہے۔ خواہ وہ بعد میں ہی احمدی ہوئے ہوں۔ ایسے دوستوں کو بھی چاہیئے۔ کہ اپنے دیکھے ہوئے یا سنے ہوئے حالات لکھ کر نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔

قابل توجہ پنشنر موصیاں

سکرٹری صاحب مقبرہ بہشتی اعلان کرتے ہیں کہ جن موصیان حصہ آمد نے اپنی پنشن کا کچھ حصہ کیموٹ کرالیا ہو۔ وہ فوراً اس اعلان کو پڑھ کر مندرجہ ذیل نقشہ کے مطابق رپورٹ ارسال فرمائیں (۱) نام موصی معہ پورا پتہ۔ (۲) کل رقم پنشن ماہوار (۳) رقم کیموٹ شدہ (۴) بعد منہائی کیموٹ پنشن (۵) تاریخ کیموٹ (۶) رقم بالمقطع بوجہ کیموٹ وصول شدہ۔

خطبات جمعہ کے متعلق ضروری اعلان

ناظر صاحب تعلیم و تربیت مندرجہ ذیل ہدایت فرماتے ہیں:-

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت حضور کے فرمودہ خطبات جمعہ جماعتوں میں سنائے جاتے ہیں۔ ممکن ہے۔ بعض جماعتوں میں بوجہ عدم علم کوئی دوسرا خطبہ ہوتا ہو۔ اس لئے تمام جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ جمعہ کو بجائے اپنے خطبہ کے حضور کا فرمودہ خطبہ سنایا کریں۔ البتہ کوئی خاص مقامی ضرورت پیش آئے۔ تو اپنا خطبہ بھی دے سکتے ہیں۔

زندگی وقف کرنیوالوں کیلئے اعلان

انچارج صاحب تحریک جدید اطلاع دیتے ہیں کہ:- بموجب فیصلہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ زندگی وقف کنندہ اصحاب اس امر کو بھی ملحوظ رکھیں۔ کہ آئندہ کیلئے جو الاؤنس کارکنان تحریک جدید کو ان کے انتخاب کے بعد دیا جائے گا۔ اس میں تناسب تعلیم کو نہیں رکھا جائے گا۔ ہاں ان کے ضروریات اور گذارہ کے حالات کو بھی ملحوظ رکھا جائے گا۔ پس الاؤنس کی تجویز نہ خالص تعلیمی معیار پر ہوگی۔ نہ خالص گذارہ کے سسٹم پر۔ بلکہ ان کے درمیان درمیان ہوگی۔ لہٰذا احباب اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے آپ کو وقف فرمائیں۔

ہائی کورٹ لاہور میں نگرانی کی سماعت

میاں عزیز احمد صاحب کی اپیل کے فیصلہ پر ہائی کورٹ لاہور نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ایک خطبہ جمعہ کے ایک فقرہ کی تعبیر کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا۔ اور جو ریمارکس کئے۔ ان کے حذف کئے جانے کی درخواست ہائی کورٹ میں دی گئی ہے۔ اس کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کی سماعت کی تاریخ ۱۸ رفروری مقرر ہوئی ہے۔

احباب دعا فرماتے رہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے سلسلہ کا حافظ و ناصر ہو۔ اسے ہر قسم کی تکلیفوں اور پریشانیوں سے بچا کر اوج کمال تک پہنچائے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو اپنی خاص نصرت کے ساتھ مظفر و منصور کرے۔ اور دشمنوں کے شر سے بچائے

کانگرس × مسلم لیگ میں مسلمانوں کی تباہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج جبکہ کانگرس انتہائی عروج کو پہنچکر ہندوستان کے اکثر صوبوں میں اپنی حکومت قائم کر چکی ہے اور کانگرس کے ہم نوا اب بلا شرط کانگرس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ مگر مسلم لیگ کے ساتھی پہلے مسلم حقوق منوانے پر زور دیتے ہیں۔ جس کے ہم بھی حامی ہیں۔ کہ مسلمانوں کے حقوق محفوظ ہو جائیں۔ لیکن فریقین کی طرف سے جو طریق اختیار کیا جا رہا ہے۔ وہ مسلمانوں کی تباہی کا مترادف ہے۔ چنانچہ فریقین کی تیز کلامی اور ایک دوسرے کی آبرو ریزی سے خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ کہ اس جنگ میں مسلم قوم تباہ نہ ہو جائے۔ لیگ کی طرف سے بلا شرط کانگرس میں شامل ہونے کی دعوت دینے والوں کے حق میں جو در افشانی ہو رہی ہے اس کے چند فقرات ہم ذیل میں بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔ زیر عنوان "میرٹھ میں کانگرسی علماء سوء کی عبرتناک ناکامی" فرماتے ہیں کہ:۔

(۱) **طوائف** کے مکان پر بخاری اور حسین احمدؐ صاحب کا قیام۔ حبیب الرحمٰن نے بشیر احمدؐ کو بٹھا دیا۔ احمد سعید ناظم جمعیۃ علماء ہنود خوف کی وجہ سے غائب ہیں۔

(۲) سنیچر کو دن کے وقت کوئی جلسہ نہ ہو سکا۔ شام کو سوامی احمد سعید صاحب پٹہ دار دوامی جمعیۃ علماء ہنود بھی میرٹھ پہنچے۔

(۳) افسوس کہ بخاری اللہ صاحب عطائی اور حبیب الرحمٰن صاحب بوکا لدھیانوی جامع مسجد میرٹھ کے واقعات کے بعد بھی اپنی ضد سے باز نہ آئے۔

(۴) شیخ الاصنام حسین احمدؐ (دیوبندی) اجودھیا نواسی نے حال میں علماء حق (مسلم لیگ میں جو علماء شریک ہیں) کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا۔ اس پر معاصر "پیغام" احمد آباد رقمطراز ہے۔

(۵) حضرت شیخ الحدیث (دیوبندی) صبح کو پانچ بیضہ برشت ایک پراٹھا اور پانچ کوپ چائے نوش فرما کر درس جاری فرماتے تھے۔۔۔۔۔ حضرت شیخ ننگ اسلاف کی لیل و نہار کی سخت محنت اور مشقت سے ایک ہی ہفتہ میں یہ عظیم الشان کتاب آج ۲۵ ماہ شعبان کو ختم ہو گئی۔ جس روز بجنور سے کانگرسی ممبر کی فتح کی خبر آئی۔ حضرت مولانا نے اپنے تمام حواری کانگرسی علماء اور طلبہ کو خاص اپنے مال سے شاندار مکلف دعوت طعام دے کر مسرت کا اظہار فرمایا۔ عوام میں کسی غلط فہمی سے مشہور ہو گیا۔ کہ کانگرس کے روپیہ سے دعوت کا انتظام ہوا ہے۔ جو مشاہرہ کے علاوہ بطور انعام کے وہاں سے آیا ہے۔

اس قسم کی تحریرات کا یہ بہت مختصر نمونہ ہے۔ جس کو مشتے از خروارے کہنا بھی مشکل ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس عالم کی تفصیلی سیر کرنی ہو۔ تو وہ کسی ایک ہفتہ کے وحدت۔ انقلاب الامان وغیرہ کے پرچے ملاحظہ فرمائیں"۔

(الفرقان۔ بریلی۔ شوال ۵۶ھ ص ۳)

مقدمہ مسجد شہید گنج کا اپیل نامنظور ہو گیا

۲۶ رجنوری کو ۱۰ بجے مقدمہ مسجد شہید گنج میں مسلمانوں کی طرف سے دائر کردہ اپیل کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ تین ججوں میں سے دو (یعنی چیف جسٹس اور مسٹر جسٹس بھڈے) نے مسلمانوں کا اپیل معہ خرچہ نامنظور کر دیا۔ تیسرے جج مسٹر جسٹس دین محمدؐ نے مسلمانوں کا اپیل منظور کر لیا۔ اور اپنا اختلافی فیصلہ علیحدہ دیا۔

چیف جسٹس نے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ کہ میں اور مسٹر جسٹس بھڈے اتفاق رائے سے حسب ذیل نتائج پر پہنچے ہیں:۔

مسجد غیر منقولہ جائیداد ہے۔ ہر دعوے قانون میعاد کے تحت میں آتا ہے۔ اور قانون کا اطلاق کسی قسم کے امتیاز کے بغیر تمام دعووں پر ہوتا ہے۔ خواہ یہ دعوے مقدس جائیداد کے متعلق ہوں۔ یا غیر مقدس جائیداد کے متعلق۔ اس لئے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے۔ کہ بارہ سال تک سکھوں کے قبضہ مخالفانہ کے بعد مسجد اور مسلمان اس زمین اور عمارت کے متعلق اپنے تمام حقوق کھو بیٹھے۔ جن میں عبادت کرنے کا حق بھی شامل ہے۔ سکھ گوردوارہ ایکٹ اور سکھ گوردوارہ ٹربیونل کے فیصلے کے پیش نظر یہ دعوے نہیں چل سکتا۔ لہذا اکثریت کے فیصلے کے مطابق اپیل مسترد کی جاتی ہے۔

مسٹر جسٹس دین محمدؐ کا اختلافی فیصلہ

مسٹر جسٹس دین محمدؐ نے اپنے اختلافی فیصلہ میں لکھا ہے۔ کہ میں حسب ذیل نتائج پر پہنچا ہوں کہ:۔

(۱) خالص شریعت اسلامی کے مطابق

(ا) مسجد عبادت کی جگہ ہے۔ اور اسلامی اصولوں کے مطابق بلا شرکت غیرے خدا کی عبادت کے لئے وقف ہے۔ اور ابد تک اسکی یہ حیثیت برقرار رہتی ہے۔

ب۔ جس وقت مسجد عبادت کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ تو اسکی ملکیت کے متعلق انسانوں کے تمام حقوق ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اسکی یہ حیثیت کبھی تبدیل یا ختم نہیں ہو سکتی۔ خواہ اسکی عمارت کو کچھ ہو جائے۔ اور خواہ اس پر کوئی قابض ہو۔

ج۔ دنیا کی کوئی انسانی ہستی خواہ وہ کسی سلطنت کا حکمران ہی کیوں نہ ہو۔ مسجد کو پرائیویٹ جائیداد تصور نہیں کر سکتا۔ اور اسے پرائیویٹ جائیداد کے طور پر استعمال نہیں کر سکتا۔

(۲) ہندوستان میں برطانوی عدالتیں کسی مسجد کے متعلق مقدمہ میں اسلامی قانون کو بالکل نظر انداز نہیں کر سکتیں۔ جو خاص پہلو اور نمایاں حیثیت مسجد کو حاصل ہے۔ شریعت اسلامی کے تابع ان کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور کسی قانون کے ماتحت نہیں ہو سکتا۔ خواہ دعوے کے فریقین میں سے ایک فریق غیر مسلم ہو۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ مسجد پر قانون میعاد کی دفعات کا اطلاق ہوتا ہے۔ تو بھی مسجد کی مقدس نوعیت برقرار رہتی ہے۔ خواہ یہ کسی جگہ ہو۔ اور کسی حالت میں ہو۔ جب تک اسکی اصلی شکل اور ڈھانچہ برقرار رہتا ہے۔ اسکی بے حرمتی کرنے والے کسی فعل سے اسکی تقدیس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ خواہ وہ فعل ناپاک اور مکروہ کیوں نہ ہو۔ جب تک مسجد کی اصلی صورت یا شکل برقرار رہتی ہے۔ مداخلت بے جا کرنے والے کا فعل ایک نقصان مسلسل ہے۔ اور ہر لمحہ اور ہر روز بنائے دعویٰ پیدا ہو گی۔ مداخلت بے جا رہے گی۔ اور نقصان مسلسل ہو گا۔ اور صرف مسجد کے لئے ہی بطور قانونی شخص بنائے دعوے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ مسجد کے بہی خواہوں کے لئے بھی بنائے دعویٰ پیدا ہوتی ہے۔ جو وقف کی رو سے کسی خاص جگہ پر موجود نہیں ہیں۔ بلکہ تمام مقامات اور تمام زمانوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اگر یہ بھی تصور کر لیا جائے۔ کہ مسجد کے بہی خواہوں کا مسجد میں عبادت کرنے کا حق جائیداد غیر منقولہ میں مفاد کے مترادف ہے (جس کے متعلق مجھے شبہ ہے۔ کہ پھر بھی یہ حق ایکٹ میعاد کی دفعہ ۲۸ کے ماتحت ختم نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ دفعہ کسی جائیداد کے قبضہ کیلئے دعویٰ کرنے کے اثر کے متعلق فیصلہ کرتا ہے۔

جس حد تک اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اگر اس حد تک شریعت اسلامی عاید کی جائے۔ تو یہ انصاف مساوات اور ضمیر کے عین مطابق ہو گا۔ مگر برطانی ہندوستان میں عدالتیں صرف اس حد تک ہی جا سکتی ہیں۔ اس سے آگے نہیں جا سکتیں۔

مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر ۷ اور ۸ رجولائی ۳۵ء کی رات کو متنازعہ عمارت کے انہدام سے انسٹی ٹیوشن اور اس کے بہی خواہوں کے لئے بنائے دعویٰ کی وجہ پیدا ہوئی۔ اور دعوے میعاد کے اندر ہے۔

آخیر میں فاضل جج نے لکھا۔ کہ اس کیس میں جس قدر پوائنٹ اٹھائے گئے ہیں۔ ان کا فیصلہ اپیل کنندوں کے حق میں دیتا ہوں۔ اور دسٹرکٹ جج نے جو ڈگری دی ہے۔ اس کو منسوخ کرتا ہوں۔ اور اپیل کنندوں نے جس ریلیف کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ انہیں دیتا ہوں۔ طرفین اپنا اپنا خرچہ برداشت کریں۔

کسر صلیب

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ عیسائیت اپنی تعلیمات اور اثر و رسوخ کے لحاظ سے روز بروز زوال کی طرف جا رہی ہے۔ اس کے اعتقادات اور اصول خود عیسائی دنیا میں بھی غیر مقبول ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۲۲ء میں یارک اور کنٹربری کے لاٹ پادریوں نے ایک کمشن اس غرض سے مقرر کیا تھا۔ کہ وہ عام مسیحی عقائد کے متعلق عیسائی دنیا کی رائے معلوم کر کے رپورٹ پیش کرے۔ اس کمیشن کی آخری رپورٹ جو شائع ہوئی ہے۔ اس میں مشہور مسیحی عقائد کے متعلق عیسائی دنیا کی رائے مختصر الفاظ میں یہ ہے۔ کہ:۔

"انجیل کامل مذہبی کتاب نہیں ہے۔ یہ تو مسیح علیہ السلام کی زندگی کے واقعات ہیں۔ جنہیں کافی عرصہ گذر جانے کے بعد مرتب کیا گیا ہے۔ ولادت مسیح کے متعلق جو عقیدہ عیسائیوں میں مشہور ہے۔ وہ ناقابل اعتبار ہے۔۔۔۔۔ یہ بات تسلیم ہو سکتی ہے۔ اگر خدا چاہے۔ تو معجزہ معرض ظہور میں آ جائے۔ لیکن مسیح کے صلیب دیئے جانے اور مردوں میں سے جی اٹھنے کے متعلق انجیل میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ وہ خلاف واقعہ ہے۔ دنیا کی ابتداء بے شک ہوئی ہو گی۔۔۔۔ لیکن کتاب "مقدس" میں اسکی جو کیفیت پیش کی گئی ہے۔ وہ افسانہ ہے۔ ازمنہ قدیم کے مذہب پسند لوگوں کو زیر اثر رکھنے کے لئے یہ افسانے تیار کئے گئے تھے"۔ مسیحی دنیا کی

اخبار تنظیم کا اعتراض اور اسکا جواب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل جامعہ احمدیہ)

گل است سعدی و در چشم دشمناں خاراست

(۱)

اخبار تنظیم روپڑ مجریہ ۱۴ جنوری میں ایک صاحب مسمی حافظ عبدالقادر صاحب نے ایک مضمون بعنوان "مرزا صاحب کے اخلاقی کارنامے" لکھا ہے جس میں حافظ صاحب نے یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قول اور فعل میں نعوذ باللہ فرق تھا۔ جو کچھ آپ تعلیم دیتے تھے۔ اس کے برعکس ان کا طرز عمل تھا۔ اس ضمن میں حافظ صاحب نے بعض حوالجات ایسے دیئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب ع نے جو تعلیم اخلاق اور دیگر مذاہب سے مجادلہ اور مباحثہ کرتے وقت نرمی برتنے اور ان کے بزرگوں اور معزز ہستیوں کو اچھے طور میں یاد کرنے کے بارہ میں دی ہے۔ وہ نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ ہے۔ چنانچہ بعض حوالجات دے کر فرماتے ہیں:۔ "حسن اخلاق کی کیسی خوبصورت۔ دلفریب اور دیدہ زیب باتیں ہیں کیا اچھی نصیحت آموز عبارتیں اور دل خوشکن اقوال ہیں"۔ تنظیم ص۵۔ مگر آگے بعض حوالے انہوں نے ایسے دیئے ہیں۔ جن سے ان کے نزدیک یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز عمل اپنے اقوال کے بالکل متضاد ہے۔ اور آپ نے جو عمدہ تعلیم اس بارے میں اپنی جماعت کو دی۔ خود اس پر نہ صرف عمل ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس کے برخلاف بہت سی معزز ہستیوں کو محترم پیشواؤں کو گالیاں وغیرہ دیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"افسوس کہ اس "تہذیب و شرافت کے مدعی" "کسی کا دل نہ دکھانے والے" "اور کسی نوع کے سخت الفاظ کو پسند نہ رکھنے والے" ہاں ہاں "گالیوں کے عوض دعائیں دینے والے" "قادیانی نبی" کا عملی پہلو نہایت مکروہ اور قابل نفرت ہے۔ شاید ہی کوئی انسان ہوگا۔ جو مرزا صاحب کی زبان فیض ترجمان سے محفوظ رہا ہو"۔ تنظیم ص۵ و ۶۔

حافظ صاحب اور اس قسم کے مخالفوں نے متعدد مرتبہ ایسے اعتراضات کئے۔ اور متعدد مرتبہ ہماری طرف سے ان کے جوابات دیئے گئے۔ مگر "ہر کہ آمد عمارت نو ساخت"۔ ہر شخص جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت پر کمر باندھی۔ اپنی طرف سے حضور کی ہر اچھی سے اچھی بات کو بھی بگاڑنے اور آپ کی ہر واضح سے واضح حقیقت پر پردہ ڈالنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ سنت اللہ اسی طرح سے چلی آئی اور اسی طرح سے چلی جائے گی۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وکذالک جعلنا لکل نبی عدوًا من المجرمین وکفٰی بربک ھادیًا ونصیرا مخالفین چونکہ حق کی مخالفت پر قسم کھائے بیٹھے ہیں۔ اس لئے بار بار انہیں فرسودہ اعتراضات کو دہراتے رہتے ہیں۔ جن کے بارہا نہایت شرح و بسط کے ساتھ جوابات دیئے جا چکے ہیں۔ مگر وہ بیچارے بھی بے بس ہیں۔ کیا کریں۔ مخالفت کرتے کرتے تنگ آ گئے۔ تحریریں لکھ لکھ کر بعض کے ہاتھ شل ہو گئے۔ بعض اپنے دماغ کو کھو بیٹھے۔ اور بعض ہمت ہار کر بیٹھ گئے۔ اور بعض جن کو سعادت ازلی سے کچھ حصہ ملا تھا۔ وہ مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس جماعت میں آ کر شامل ہو گئے۔ اور اس طرح ان کی مخالفتوں اور روکوں کے باوجود خدا کے پیارے مسیح کی مقبولیت اس کے بندوں میں بڑھتی جا رہی ہے۔ اور بڑھتی چلی جائے گی۔ مگر فرزندانِ ظلمت ابھی تک اپنے ظلمت کدوں میں پڑے ہوئے سورج پر گرد ڈالنے میں مصروف ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ان گمگشتگانِ راہ کو راہ راست پر لانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔ یہ ہمیں وجہ آج ایک اور طریقہ پر اصولی رنگ میں مخالفین کے مذکورہ بالا اعتراض کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ حافظ صاحب اور ان کے ہم نوا اس پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ شاید اللہ تعالےٰ ان کے لئے اس میں ہدایت و رشد کا سامان پیدا کر دے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

(۲)

مذکورہ بالا اعتراض کے جواب میں تین اصول بیان کرتا ہوں۔

(الاصل الاول) حسن خلق کس چیز کا نام ہے؟

(الاصل الثانی) کیا اظہارِ امر واقعہ کا نام حسنِ خلق ہے۔ یا سُوءِ خلق یعنی گالی؟

(الاصل الثالث) مسلمات خصم کی بناء پر الزامی جواب دینا کس شق میں داخل ہے؟

اب میں قدرے تفصیل کے ساتھ ان اصولوں کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔

پہلا اصل یعنی حسنِ خلق کیا ہے؟ کے متعلق جاننا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالےٰ جب انسان کو پیدا کرتا ہے۔ تو اس پیدائش کا نام خَلق (خا کی فتح سے) ہوتا ہے۔ اور پھر اسمیں جو طبعی اور فطرتی باتیں اللہ تعالےٰ نے ودیعت کی ہیں۔ جب انسان ان کو بالارادہ سوچ کر برمحل اور باموقع استعمال کرتا ہے تو اس کا نام خُلق (خا کے ضمہ سے) ہوتا ہے۔ اور پھر جب اپنی طبعی عادتوں کو اللہ تعالےٰ کے حکم اور اپنے پیدا کرنے والے کے ارشاد کے مطابق برمحل استعمال کرتا ہے۔ تو اس کا نام حسنِ خلق بلکہ خُلقِ عظیم رکھا جاتا ہے اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں فرماتا ہے۔ انک لعلٰی خلق عظیم۔ یعنی اخلاق کی تمام قسمیں سخاوت۔ شجاعت۔ عدل۔ رحم۔ احسان۔ صدق اور حوصلہ وغیرہ تجھ میں جمع ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلعم کے متعلق فرمایا۔ ولو کنت فظا غلیظ القلب لا انفضوا من حولک۔ اگر تو بد خلق تند مزاج ہوتا۔ تو یہ تیرے ارد گرد بھی نہ پھٹکتے۔ اور جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا۔ کہ آپ کا یعنی آنحضرت کا اخلاق کیا تھا۔ تو انہوں نے فرمایا "کان خلقہ القراٰن"۔ کہ آپ کا خلق قرآن تھا۔ یعنی جو باتیں اور جو احکام قرآن مجید میں درج ہیں۔ ان کے مطابق آپ کا طرز عمل تھا۔

دوسرے اصل کو بیان کرتے وقت میں بتاؤں گا۔ کہ قرآن کریم نے مخالفین کے متعلق کونسا طرز اختیار کیا۔ اور جو شخص وہ طرز اختیار کرے۔ وہی بااخلاق انسان کہلانے کا مستحق ہے۔ مگر اس سے قبل مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس انسان کے حسن اخلاق پر اعتراض کیا جا رہا ہے ان کی طرف سے جو خُلق کی تعریف کی گئی ہے۔ وہ بھی درج کر دی جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے صفحہ ۴۱ پر فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ بہتر ہوگا۔ کہ میں خُلق کے لفظ کی بھی کسی قدر تعریف کر دوں۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ خَلق خا کی فتح سے ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ اور خُلق خا کی ضمہ سے باطنی پیدائش کا نام ہے۔ اور چونکہ باطنی پیدائش اخلاق ہی سے کمال کو پہنچتی ہے۔ نہ صرف طبعی جذبات سے۔ اس لئے اخلاق پر ہی یہ لفظ بولا گیا ہے۔ طبعی جذبات پر یہ لفظ نہیں بولا گیا۔ اور پھر یہ بات بھی بیان کر دینے کے لائق ہے۔ کہ جیسا کہ عوام الناس خیال کرتے ہیں۔ کہ خلق صرف حلیمی اور نرمی اور انکساری کا نام ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ بلکہ جو کچھ بمقابلہ ظاہری اعضاء کے باطن میں انسانی کمالات کی کیفیتیں رکھی گئی ہیں۔ ان سب کیفیتوں کا نام خُلق ہے۔ مثلاً انسان آنکھ سے روتا ہے۔ اور اس کے مقابل پر دل میں ایک قوت رقت ہے۔ وہ جب بذریعہ عقل خداداد کے اپنے محل پر مستعمل ہو۔ تو وہ ایک خُلق ہے۔ ایسا ہی انسان ہاتھوں سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور اس حرکت کے مقابل پر دل میں ایک قوت ہے۔ جس کو شجاعت کہتے ہیں۔ پس جب انسان محل اور موقع کے لحاظ سے اس قوت کو استعمال میں لاتا ہے۔ تو اس کا نام بھی خُلق ہے"۔

پھر فرماتے ہیں:۔ ...... "پس جب انسان ان تمام قوتوں کو موقع اور محل کے لحاظ سے استعمال کرتا ہے۔ تو اس وقت ان کا نام خُلق رکھا جاتا ہے اللہ جل شانہٗ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ انک لعلٰی خلق عظیم۔ پ ۲۹۔ یعنی تو ایک بزرگ خلق پر قائم ہے۔ سو اسی تشریح کے مطابق اس کے معنے ہیں۔ یعنی یہ کہ تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت۔ شجاعت۔ عدل۔ رحم۔ احسان۔ صدق۔ حوصلہ وغیرہ تجھ میں جمع ہیں۔ غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں۔ ...... جب یہ تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبر کے مشورہ سے اپنے اپنے محل اور موقعہ پر ظاہر کی جائینگی۔ تو سب کا نام اخلاق ہوگا"۔

(۲) **دوسرا اصل**۔ کیا اظہار امر واقعہ کا نام حسن خلق ہے یا سوءِ خلق۔ اس کے متعلق ہمیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ خود قرآن کریم اور اسوۂ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بیان کر دینا کافی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم مخالفین اسلام کے متعلق جو کچھ بھی ہے۔ وہ ظاہر و باہر ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص۔ فمن اعتدٰی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدٰی علیکم بقرہ ۲۴۔ یعنی عزت والا مہینہ عزت والے مہینے کے مقابل ہے۔ اور ادب کی سب چیزوں میں برابر کا بدلہ ہے۔ پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے۔ پس تم بھی اتنی ہی زیادتی اس پر کرو۔ جتنی اس نے تم پر کی۔ یہ آیت کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ عزت والی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چیز کی اگر بے عزتی کسی کی طرف سے ہو۔ تو دوسرے کی عزت والی چیز کی بے عزتی کی جا سکتی ہے اس سے بدلہ پورا پورا اسکی زیادتی کا لینا کوئی جرم نہیں۔ بلکہ مستحسن امر ہے۔ اور یہی آیت میرے مضمون کا بنیادی پتھر ہے۔ جسے انشاء اللہ تعالےٰ ہمارے مخالف نہیں ہلا سکیں گے۔ آگے سنیئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وجادلھم بالتی ھی احسن۔ یعنی ان مخالفین سے مجادلہ عمدہ طریقے پر کرو۔ پھر فرمایا۔ لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم پارہ چھٹا۔ کہ اللہ تعالےٰ بُری بات کے اظہار کو ناپسند کرتا ہے۔ مگر جس کے لئے ظلم کیا گیا ہو۔ (اس کے لئے پسند کرتا ہے) اس کے ساتھ ہی جناب حافظ صاحب اور ان کے رفقاء یہ بھی سُن لیں۔ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم۔ یعنی جن کو لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں۔ انہیں گالیاں مت دو۔ کیونکہ پھر وہ بھی نادانی سے دشمنی کے طور پر اللہ کو گالی دیں گے۔ میرے دوستو غور سے ان آیات کو دیکھو۔ حسن اخلاق کے ہار میں کس طرح سے خداوند کریم نے موتی۔ ہیرے اور جواہرات جڑ دیئے ہیں۔ اس سے بہتر تعلیم ممکن ہی نہیں۔ کہ ماسوا اللہ کے کوئی دے سکے۔ یا سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں اس طور پر مکمل و اکمل موجود ہو۔

اسی ضمن میں حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم بھی ملاحظہ فرمایئے۔ جو حضور نے اپنی مختلف کتب میں قرآن کریم کے تتبع میں دی ہے۔ حضور اپنی کتاب شحنۂ حق کے صفحہ ۲ پر فرماتے ہیں:-

(۱) "راستی کو تہذیب اور نرمی سے بیان کرنا ہمارا شیوہ ہے۔ بخدا ہم دشمنوں کے دل کو بھی تنگ نہیں کرنا چاہتے۔" پھر فرماتے ہیں:-

"ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں۔ کہ مناظرات و مجادلات یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کے لئے پسند رکھیں۔ یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا اس کے کسی بزرگ کے حق میں بولیں۔"

اپنی جماعت کو تعلیم دیتے ہوئے نسیم دعوت کے صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں:-

"لیکن اگر تم ان گالیوں اور بدزبانیوں پر صبر نہ کرو۔ تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہوگا۔ سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو۔ ضرور ہے۔ کہ تم سے بھی دشمنی کریں۔ خبردار رہو۔ نفسانیت تم پر غالب نہ آوے۔ ہر ایک سختی کی برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو۔"

پھر ازالہ کلاں جلد ۲ صفحہ ۳۳۵ پر فرماتے ہیں:-

"تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں۔ کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو۔ یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہ راہیں اختیار کیں۔ تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔"

اب ہم قرآن مجید کے احکامات کے مدنظر امر واقعہ کو دیکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مخالفین کو کس طرح خطاب کیا۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قرآنی احکامات کی تعمیل میں کیا طرز عمل اختیار کیا۔ اور پھر یہ بھی دیکھیں گے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ کلام اللہ اور اسوۂ رسول اللہ کے مطابق ہے یا اس کے برخلاف؟ اور اس سے ہمارے مخالفین اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ ان کا اعتراض کس حد تک درست اور جائز ہے۔ اور انہیں یہ بھی پتہ لگ جائیگا۔ کہ ان کے اعتراضات کی زد کہیں نادانستہ اسلامی تعلیم پر تو نہیں پڑتی۔ اور ضمناً تیسرے اصل کی بھی وضاحت ہو جائے گی۔ کہ مخالف کے معتقدات کی بناء پر الزامی جواب دینا جائز ہے۔ یا ناجائز ہے۔

قرآن کریم مذکورہ بالا پاکیزہ تعلیم کی موجودگی میں مخالفین صداقت اور دشمنانِ حق کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

عوام الناس کے حق میں

"صم بکم عمی فھم لا یرجعون" پ۱۔ لا یشعرون۔ لا یعقلون۔ پ۱۔ بہرے گونگے۔ اندھے۔ بے شعور۔ بے عقل ہیں۔

اس سے بڑھکر بطور نتیجہ کے فرمایا:- ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون۔ پ۹۔ کہ یقیناً سب جانوروں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے ہیں۔ جو عقل نہیں رکھتے۔ پھر ایک شخص کی حالت کا نقشہ کھینچنے کے بعد فرمایا۔ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلھث او تترکہ یلھث۔ ذالک مثل القوم الذین کذبوا بآیتنا پ۹۔ یعنی اسکی مثال کتے کی طرح ہے۔ اگر حملہ کرو۔ تب بھی زبان باہر نکالے گا۔ اگر چھوڑ دو۔ تب بھی زبان باہر نکالے گا۔ یہی مثال مکذب قوم کی ہے۔ کہ ہر حال میں خواہ انہیں چھیڑو یا نہ چھیڑو۔ زبان درازی کرتے رہیں گے۔ اسی طرح یہودیوں کے متعلق فرمایا۔ وجعل منھم القردۃ والخنازیر۔ پ۶۔ ان میں سے ہم نے بعض کو بندر اور سؤر بنایا۔

عوام الناس کے علاوہ بعض خاص لوگوں کے متعلق فرمایا۔ ولا تطع کل حلاف مھین۔ ھماز مشاء بنمیم۔ مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم (القلم ۱۶) اور مت پیروی کر ہر زیادہ قسمیں کھانے والے۔ ذلیل۔ نکتہ چین۔ چغلخور۔ بھلائی سے محروم۔ حد سے بڑھنے والے۔ فاسق۔ فاجر۔ سرکش۔ اس کے بعد حرامزادہ کی۔

بڑے لوگوں کے متعلق فرمایا۔ ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیأکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ۔ بہت سے عالم اور زاہد حرامخور ہیں۔ اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔

اولو کان آباءُھم لا یعقلون شیئاً ولا یھتدون (البقرہ) کیا اگرچہ ان کے آباء و اجداد کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں۔ اور گمراہ ہوں۔ (تب بھی ان کی پیروی کریں گے)

معبودانِ باطلہ کے متعلق فرمایا۔

انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم (انبیاء ۷۶) تم اور جن کی تم پوجا کرتے ہو۔ سب جہنم میں جائیں گے۔

ضعف الطالب والمطلوب (حج ۱۰۶) ان کے پوجنے والے اور یہ بت کمزور و ناتوان ہیں۔

ان یدعون الا شیطاناً مریداً (نساء ۱۸۴) یہ لوگ صرف شیطان سرکش کو پکارتے ہیں۔ یہ آیت نہایت واضح طور پر بتا رہی ہے۔ کہ جو لوگ نیک لوگوں کو یا دوسرے بت وغیرہ کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کی خیالی تصویر دراصل شیطان ہی ہوتا ہے۔ وہ نیک بندے نہیں ہوتے یہ آیت فرضی چیز کو خواہ وہ کیسی ہی معبودان باطلہ کے پجاریوں کے نزدیک معزز و محترم کیوں نہ ہو۔ اسے شیطان سرکش سے تعبیر کرتی ہے۔

حافظ صاحب اور دوسرے مخالفین اس آیت پر غور فرماویں۔ کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے کفار اور مشرکین کے معبودوں کو خواہ وہ ان کے نزدیک کیسی معزز ہستیاں کیوں نہ ہوں۔ انہیں شیطان سرکش کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں ہیں۔ مگر طوالت کے خوف سے انہیں پر اکتفا کرتا ہوا عرض کرتا ہوں۔ کہ مذکورہ بالا آیات اور اسی قسم کی باتوں کے بیان سے مشرکین مکہ کو ایک آگ سی لگ گئی۔ ان کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا۔ کہ اسمیں ہماری اور ہمارے معبودوں کی انتہائی ہتک کی گئی ہے۔ جو ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔

چنانچہ اس کے متعلق ہمارے سلسلہ کے پرانے ناکام مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب بھی تفسیر ثنائی جلد ۱ صفحہ ۱۷۸ پر فرماتے ہیں۔ کہ مشرکین مکہ کو "قرآن کی ہدایت سے سخت نفرت تھی۔ بار بار یہی کہتے تھے۔ کہ اس قرآن کو بدل ڈال۔ کوئی اور کتاب ہمارے پاس لا۔ یہ تو اچھا نہیں۔ ہمارے معبودوں کو بُرا کہتا ہے۔" اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مشرکین مکہ نعل در آتش ہو کر ابوطالب کے پاس جمع ہوئے۔ اور ان سے کہا۔ کہ اب معاملہ حد کو پہنچ گیا ہے۔ ہمیں رجس۔ پلید۔ شر البریہ۔ سفہاء اور شیطان کی ذریت کہا جاتا۔ ہمارے معبودوں کو جہنم کا ایندھن قرار دیا جاتا اور ہمارے بزرگوں کو لا یعقل کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اس لئے اب ہم بالکل صبر نہیں کر سکتے۔ اور اگر تم اسکی حمایت سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔ تو پھر ہم تم سب کا مقابلہ کریں گے۔ یہاں تک کہ دونوں فریق میں سے ایک ہلاک ہو جائیگا۔

ان کی ان باتوں سے متاثر ہو کر ابوطالب نے آنحضرت صلعم کو بلایا۔ اور ان سے کہا۔ کہ اے میرے بھتیجے۔ اب تیری باتوں سے میری قوم مشتعل ہو گئی ہے۔ اور قریب ہے۔ کہ تجھے اور مجھے ہلاک کر ڈالیں۔ تو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ کہا۔ ان کے بزرگوں کو شر البریہ قرار دیا۔ اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کو ہیزم جہنم اور وقود النار کہا۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس کام سے باز آجا۔ ورنہ میں تمام قوم سے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اس وقت "خلق عظیم" کے مالک حلیم اور رحمۃ للعالمین۔ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم فداہ روحی نے جو جواب دیا۔ وہ قیامت تک تاریخ کے اوراق میں محفوظ چلا جائے گا۔ اور ہمارے لئے بہترین اسوہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ چچا یہ دشنام دہی نہیں۔ بلکہ نفس الامر کا بیان ہے۔ اور یہی تو وہ کام ہے۔ جس کیلئے میں مبعوث کیا گیا۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے ہاتھ میں چاند لا کر رکھدیں۔ تب بھی میں اپنے فرائض سے باز نہیں رہوں گا۔ یہاں تک کہ خدا اسے پورا کر دے۔ یا میں اسی کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔

بھائیو۔ خدارا ذرا غور کرو۔ کیا حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے بڑھ کر کچھ کہا۔ یا قرآن کریم کے طرز بیان سے باہر قدم رکھا۔ یا سید ولد آدم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو ترک کر دیا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

"ہمارے علماء جو اس جگہ لا تسبوا کی آیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیش کرتے ہیں۔ میں حیران ہوں۔ کہ اس آیت کو ہمارے مقصد اور مدعا سے کیا تعلق ہے اس آیت کریمہ میں تو صرف دشنام دہی سے منع فرمایا گیا ہے۔ نہ کہ اظہار حق سے روکا گیا ہو۔ اگر نادان مخالف حق کی مرارت اور تلخی کو دیکھ کر دشنام دہی کی صورت میں اسکو سمجھ لیوے۔ اور پھر مشتعل ہو کر گالیاں دینی شروع کرے۔ تو کیا اسسے امر معروف کا دروازہ بند کر دینا چاہیئے۔" (ازالہ اوہام ص۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

(۲) "میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا۔ جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ بڑے دھوکے کی بات یہ ہے۔ کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو۔ محض اس کی کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے۔ دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں، حالانکہ دشنام اور سب اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے۔ جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"دشنام دہی اور چیز ہے۔ اور بیان واقعہ گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو۔ دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم شدہ کے کانوں تک پہنچا دیوے۔ پھر اگر وہ سچ کو سن کر افروختہ ہو۔ تو ہوا کرے۔"

(ازالہ اوہام ص۲۰)

میرا دعوےٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کلام جو بظاہر سخت معلوم ہوتا ہے۔ ان مندرجہ ذیل چار شقوں سے باہر نہیں ہوگا۔

(اول) مخالف کی انتہائی بدزبانی کا جواب ہوگا۔

(دوم) اظہار امر واقعہ ہوگا۔ اور مخالف کے مسلمات کی بناء پر ہوگا۔

(سوم) اسلام یا بانی اسلام علیہ السلام پر کسی مخالف کی طرف سے انتہائی بدزبانی کا جواب ہوگا۔

(چہارم) مدافعانہ رنگ میں مخالف کے ڈھول کا پول کھول کر رکھ دیا ہوگا۔

ان چار شقوں سے باہر کوئی شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے کوئی لفظ بھی نہیں دکھا سکتا۔ اور یہ چاروں شقیں ان قرآنی آیات کے ماتحت آتی ہیں۔

(اول) لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم (دوم) الشھر الحرام بالشھر الحرام والحرمات قصاص (سوم) فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم۔

آپ کی تمام تحریرات میں آپ کے سخت الفاظ کے مورد سوائے بدباطن۔ بدزبان مخالف کے اور کوئی نہیں۔ حضور خود کتاب البریہ کے ص۱ پر فرماتے ہیں:۔

"یہ بات بھی میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے۔ بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے۔ جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔"

عیسائیوں کے فرضی خدا کے متعلق جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر کیا۔ اس کے متعلق مفصل بحث انشاء اللہ تعالےٰ دوسری قسط میں پیش کروں گا۔ اس وقت صرف اتنا ہی لکھنا کافی ہے۔ کہ عیسائیوں نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس پر گندے اعتراضات کئے۔ تو حضور سے یہ برداشت نہ ہو سکا۔ تو ان کو الزامی جوابات دیئے۔ مگر ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی مسیح مراد لیا۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور آنحضرت صلعم کی تکذیب کی۔ اور پہلے نبیوں کو بٹمار وغیرہ کہا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"ہم نے اپنے کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی مسیح مراد لیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ بن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہرگز مراد نہیں۔" (تبلیغ رسالت جلد چہارم ص۶۵ و ۶۶)۔

پادری فتح مسیح کو جو آپ نے اس کے ایک گندے خط کے جواب میں ایک خط لکھا۔ اس کے ابتداء میں آپ فرماتے ہیں۔ "امید کہ پادری صاحبان اس کو غور سے پڑھیں۔ اور اس کے الفاظ سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔ کیونکہ یہ تمام پیرایہ میاں فتح مسیح کے سخت الفاظ اور نہایت ناپاک گالیوں کا نتیجہ ہے۔ تاہم ہمیں حضرت مسیح علیہ السلام کی شان مقدس کا بہرحال لحاظ ہے۔ اور صرف فتح مسیح کے سخت الفاظ کے عوض میں ایک فرضی مسیح کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی سخت مجبوری سے۔ کیونکہ اس نادان نے بہت ہی شدت سے گالیاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نکالی ہیں۔ اور ہمارا دل دکھایا ہے۔" (مکتوبات احمدیہ جلد سوم ص۱۴۰)

باقی حوالجات متعلقہ توہین مسیح کا جواب اگلی قسط میں دیا جائے گا۔ اور اس کے علاوہ حافظ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ دیگر انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضو و علمائے اسلام اور عام مسلمانوں پر جو مرزا صاحب نے پھول برسائے ہیں طوالت کے خوف سے ان کو دوسری قسط پر چھوڑتا ہوں۔" (تنظیم ص۶) ان کی اس قسط کا جواب بھی دوسری قسط میں انشاء اللہ تعالےٰ دیا جائیگا۔ اس اصولی بحث کے بعد بھی اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق سخت کلامی کا اعتراض کرتے جائیں۔ تو ہم انہیں اللہ تعالےٰ کے حوالے کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ انہیں سمجھ عطا فرمائے کہ ان کے اعتراضات کی زد کہاں پڑ رہی ہے۔ اور اسلام کے ایک سچے فدائی اور خدا کے برگزیدہ پر وہ زبان طعن دراز کر کے اپنی عاقبت کو کسقدر بگاڑ رہے ہیں۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

مجلس مشاورت ۱۹۳۸ء کے متعلق اعلان

حسب ہدایت سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امسال مجلس مشاورت کا اجلاس انشاء اللہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۸ء بعد نماز جمعہ سے شروع ہو کر ۱۷ اپریل ۱۹۳۸ء کی دوپہر تک جاری رہے گا۔ ضروری ہے۔ کہ اس اعلان کی آخری تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر تمام جماعتیں باقاعدہ اپنے اجلاس منعقد کر کے مجلس مشاورت کے نمائندگان کا انتخاب کریں۔ اور اس کے متعلق دفتر ہذا میں باقاعدہ اطلاع بھجوائیں۔ یہ بھی ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ کہ ہر جماعت باقاعدہ ایک تحریر اس امر کی تصدیق کے لئے سکرٹری مجلس مشاورت کے پاس بھیجے۔ کہ فلاں فلاں دوست ہماری جماعت کی طرف سے اس سال کے لئے مجلس مشاورت کے نمائندے منتخب کئے گئے ہیں۔ اور نمائندگان جب مشاورت کے موقعہ پر تشریف لائیں۔ تو اس وقت بھی ایک نقل اس تصدیق کی اپنے ہمراہ لائیں۔ نوٹ:۔ جماعت کے امراء بحیثیت امیر ہونے کے کسی مزید انتخاب کے (ص۴)

(ص۴) بغیر مجلس مشاورت کے لئے اپنی جماعت کی طرف سے نمائندہ ہو سکتے ہیں۔ (پرائیویٹ سکرٹری حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی)

حضرت مسیح موعودؑ کی اعجازی طاقت

(از ملک محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل "جامعہ" دارالامان)

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

قرآن مجید سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ جو آیات و بینات اپنے برگزیدوں اور رسولوں کی صداقت کے لئے رونما کرتا ہے۔ ان دلائل صداقت میں سے ایک زبردست دلیل اعجازی طاقت ہے۔ وہ اپنے برگزیدوں کو ایک ایسی فوق العادت اعجازی طاقت عطا فرماتا ہے۔ کہ دنیا اس کے مقابلہ سے عاجز آ جاتی اور سرنگوں ہو جاتی ہے۔ ان کے چھوٹے اور بڑے فقہاء اور علماء سب مل کر بھی کوشش کریں۔ تو بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور یہ سب کچھ اس علیم و حکیم خدا کی طرف سے اس لئے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ تا وہ لوگ جو خدا کے انبیاء کو ساحر۔ کذاب اور مفتری و کافر کہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس کے مقابلہ کی تاب نہ لانے سے ان پر یہ امر اور حقیقت منکشف ہو جاوے۔ کہ اس رسول و مامور کی پیش کردہ باتیں اس کا اپنا افتراء نہیں۔ بلکہ اس کے پس پردہ ایک ایسی طاقت اور ہستی کام کر رہی ہے۔ جو بشری طاقتوں سے بالا اور انسانی دسترس سے بعید ہے۔ چنانچہ اسی معیار کو پیش کرتے ہوئے خدا تعالےٰ اپنے کلام حکیم قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ ام یقولون افتراہ قل فأتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین۔ فان لّم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم اللہ وان لا الٰہ الا ھو۔ فھل انتم مسلمون (ھود ۲۶) کہ کیا یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ قرآن مجید خدا کا کلام نہیں۔ بلکہ اس نے (محمدؐ) اپنے پاس سے افتراء کر لیا ہے۔ تو ان سے کہدے۔ کہ پھر اس جیسی دس سورتیں تم بھی بنا لاؤ۔ اور خدا کے سوا جس سے چاہو۔ مدد بھی لے لو۔ پھر اگر سب مل کر بھی اس جیسا کلام نہ بنا سکو۔ تو جان لو۔ کہ یہ انسانی علم کا نتیجہ نہیں بلکہ کلام الٰہی ہے۔ پھر فرمایا:۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن علےٰ ان یأتوا بمثل ھٰذا القرآن لا یأتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرًا (بنی اسرائیل ۱۰۶) کہ اگر تمہارے چھوٹے اور بڑے سب مل کر بھی اس بات کی کوشش کریں۔ کہ اس پاک کلام کی مانند کوئی کلام بنا دیں۔ تو ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

قرآن مجید کی یہ تحدی اور چیلنج اس کے کلام الٰہی ہونے پر اور رسول مقبول صلعم کی صداقت پر ایک زبردست دلیل ہے۔ کفار عرب جن کو اپنی فصاحت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بلاغت پر ناز تھا۔ اور جن کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ لو شئنا لقلنا مثل ھٰذا۔ کہ اگر ہم چاہیں۔ تو اس جیسا کلام ہم بھی بنالیں۔ جب ان کو یہ چیلنج دیا گیا۔ کہ تم اس جیسا کلام نہیں بنا سکتے۔ تو وہ اس بات سے عاجز آگئے۔ اور اپنے عجز سے رسول مقبول صلعم کی صداقت پر مہر ثبت کر دی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی یہ اعجازی طاقت عطا کی گئی۔ اور آپ نے متعدد کتب اس کے ذریعہ سے تالیف فرمائیں۔ اور مخالفین کو بڑی تحدی کے ساتھ للکارا۔ کہ اگر میں تمہارے زعم میں مفتری ہوں۔ اور خدا کی طرف سے مبعوث کردہ نہیں ہوں۔ تو میرے جیسا کلام تم بھی بنالاؤ۔ مگر مخالفین نے اپنی عادت قدیمہ کے ماتحت یہاں بھی اپنے سکوت اور عاجز آنے سے حضرت اقدس کی صداقت پر مہر ثبت کر دی۔ اور باوجود تحدی و چیلنج کے کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سہ

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

حضرت اقدس نے اپنی کتاب اعجاز المسیح کے متعلق پانصد روپیہ کا انعام مقرر فرمایا۔ اور لکھا۔ "فانہ کتابٌ لیس لہ جوابٌ ومن قام للجواب..... فسوف یریٰ انہ تندّم و تدمّر" (اعجاز المسیح) کہ یہ وہ کتاب ہے۔ جس کا کوئی جواب نہیں۔ اور جو شخص اس کے جواب کے لئے تیار ہوگا۔ وہ نادم اور شرمندہ ہوگا۔" پھر فرمایا:۔ "ان اجتمع اباؤھم واجدادھم وعلماؤھم وفقہاؤھم وصغیرھم وکبیرھم علٰی ان یأتوا بمثل ھٰذا التفسیر فی ھٰذہ المدۃ الحقیر لا یاتون بمثلہٖ ولو کان بعضھم لبعض کالظھیر۔" (اعجاز المسیح) کہ اگر ان کے آباؤ اجداد اور عالم اور فقیہ اور چھوٹے اور بڑے سب مل کر اس مدت میں جس میں مَیں نے اس کو لکھا ہے۔ اس جیسی کتاب لکھنا چاہیں۔ تو یہ کبھی بھی نہ لکھ سکیں گے۔"

چنانچہ مخالفین اس کا جواب لکھنے سے عاجز رہے۔ اور کسی کو بھی یہ لیاقت اور قدرت نہ ہوئی کہ وہ اس کا جواب شائع کرتا۔ مولوی محمد حسن فیضی ساکن بھین ضلع جہلم نے جب اس کا جواب لکھنا چاہا۔ تو حضرت اقدس کو الہام ہوا۔ کہ منعہ مانع من السماء (نزول المسیح صفحہ ۱۹۳) کہ خدا تعالیٰ کا یہ آسمانی فیصلہ صادر ہو چکا ہے۔ کہ اس کتاب کا جواب نہیں ہوگا۔ چنانچہ وہ ابھی نوٹ ہی تیار کر رہا تھا۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر ہی راہیٔ ملکِ عدم ہو گیا۔ اور حضرت اقدس کی صداقت کو اور بھی روشن کر دیا۔

دوسری کتاب اعجاز احمدی ہے۔ حضرت اقدس نے اسکو پانچ روز میں تالیف کیا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے دیگر رفقاء کو چیلنج کیا۔ کہ اگر وہ میعاد مقررہ کے اندر اس کا جواب تحریر کر دیں۔ تو ان کو دس ہزار (۱۰۰۰۰) روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ چنانچہ لکھا:۔

"چونکہ میں یقین دل سے جانتا ہوں۔ کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے۔ تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لاجواب کرے۔ اس لئے میں اس نشان کو دس ہزار روپیہ کے ساتھ مولوی ثناء اللہ اور اسکے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۳۶)

پھر ان کو اس امر کی بھی اجازت دی۔ کہ وہ اس کتاب کے جواب لکھنے میں جس سے چاہیں۔ مدد لیں۔ ان کو اس امر میں کوئی مخالفت نہیں۔ چنانچہ قصیدہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

"تعالوا جمیعًا وانحتوا اقلامکم
واملوا کمثلی اوذرونی وخیّروا
رضیت بان تختار فی انمق رفقۃ
وانا علٰی املاءھم لا نعیر
فکیدوا جمیع الکید یا ایھا العداء
یعصمنی ربّی وھٰذا مقدّرٌ

(اعجاز احمدی قصیدہ)

ترجمہ:۔ کہ تم تمام علماء اپنی قلموں کو درست کر لو۔ اور میرے جیسی کتاب تیار کر لو۔ اور اس کتاب کی تالیف میں ایک دوسرے سے جو چاہو۔ مدد لو۔ اور جو تدابیر اختیار کرو۔ تمہیں اجازت ہے مگر آخر کار انجام یہی ہوگا۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ فتح اور نصرت دیگا۔" پھر فرمایا:۔

"پھر اگر بیس (۲۰) دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کی دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جاوے گی۔ انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا۔ تو یوں سمجھو۔ کہ میں نیست و نابود ہو گیا۔ اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔ اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہیئے۔ کہ مجھے چھوڑ دیں۔ اور قطع تعلق کر لیں"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۹۰)

پس باوجود اس قدر انعام کثیر اور تحدی کے مولوی ثناء اللہ اور دیگر علماء اس جیسی تصنیف کرنے سے عاجز رہے۔ اور جیسا کہ حضرت اقدس نے اس کتاب میں یہ تحریر کر دیا تھا۔

فان انا کذابا فیاتی بمثلھا
وان انا من ربی فیفشی ویثبّر (صفحہ ۸۲)

"کہ اگر میں مفتری اور جھوٹا ہوں۔ تو اس کا جواب لکھا جاویگا۔ اور اگر میں خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل ہوں۔ تو اس کا جواب انسانی قلم نہیں لکھ سکے گی"۔ نیز فرمایا:۔

"دیکھو۔ مَیں آسمان و زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں اگر میں صادق ہوں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں صادق ہوں۔ تو کبھی ممکن نہیں ہوگا۔ کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں۔ اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ ان کی قلموں کو توڑ دے گا۔ اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا"۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۳۷)

پس باوجود حضرت اقدسؑ کی تحدی اور چیلنج کے اور باوجود اس کے کہ دس ہزار روپیہ انعام مقرر کیا گیا تھا۔ کسی کو بھی حضرت کے مقابلہ پر آنے کی جرأت اور طاقت نہ ہوئی۔ اور جس طرح حضرت اقدسؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ وہ لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ اور مخالفین کے قلم توڑ دیئے گئے۔ اور ذہن کند ہو گئے۔ اور وہ اس بات سے عاجز و قاصر رہے۔ کہ حضرت اقدسؑ کے اعجازی کلام کا کچھ جواب لکھتے۔ پس ان کے اس عاجز اور بے بس ہونے نے حضرت کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا۔

دوسری اعجازی طاقت جو حضرت اقدسؑ کو عطا کی گئی۔ اور مخالفین اس کے مقابلہ سے عاجز اور بے بس ہو گئے۔ وہ قرآن مجید کی تفسیر اور اس کے معارف و مطالب پر آگاہی حاصل کرنا ہے۔ حضرت اقدسؑ کو قرآن مجید کا فہم منجانب اللہ عطا کیا گیا۔ اس بات میں تو کسی کو انکار نہیں۔ کہ حضرت اقدسؑ کا زمانہ وہ زمانہ تھا۔ جس کے متعلق خود سرور دوجہان نے فرمایا تھا۔ کہ یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ۔ کہ یہ ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ جسمیں صرف نام کا اسلام ہوگا۔ اور قرآن مجید کے بھی الفاظ ہی الفاظ ہوں گے۔ مطالب مفقود ہو جائیں گے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خانصاحب اپنی کتاب اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲ پر اس امر کی شہادت دیتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ "اب اسلام کا صرف نام اور قرآن کا صرف نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں۔ مگر ہدایت سے بکلی ویران ہیں"۔ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲)

ایسے ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اشد ترین مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں:۔

"ہم میں سے قرآن کریم بالکل اٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر واللہ دل سے اسے معمولی اور بے کار کتاب جانتے ہیں"۔ (اہلحدیث ۱۴ر جون ۱۹۱۲ء)

پس جیسے مخبر صادق نے یہ خبر دی تھی۔ کہ قرآن مجید اور اسلام صرف برائے نام رہ جاویگا۔ ایسے ہی یہ پیشگوئی بھی فرمائی تھی۔ کہ "لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ کہ اس وقت جب اسلام اور قرآن مجید کی یہ حالت ضعیف ہوگی۔ تو مسیح موعودؑ کی بعثت ہوگی۔ تا اسلام کو زندہ کیا جاوے۔ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف منکشف کئے جاویں۔ پس مخبر صادق کی پیشگوئی کے مطابق عین وقت پر حضرت مسیح موعودؑ مبعوث ہوئے۔ اور یہ اعلان فرمایا۔

لقد ارسلت من رب کریم
رحیم عند طوفان ضلال

آپ نے مبعوث ہو کر یہ اعلان فرمایا۔ کہ مجھ پر قرآن مجید کے معارف و حقائق خدا تعالیٰ نے منکشف کئے ہیں۔ اور اگر تم میری صداقت پر اعتراض کرو۔ تو خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لا یمسہٗ الا المطھرون۔ کہ قرآن مجید کے معارف مقدس اور پاک بندوں پر ہی منکشف کئے جاتے ہیں۔ بدکار اور مفتری ان میں حصہ دار نہیں ہیں۔ پس اگر تمہیں اس میں شک ہے۔ تو آؤ میرے ساتھ اس میں مقابلہ کر لو۔ چنانچہ فرمایا۔ "میرا خدا جو آسمان و زمین کا مالک ہے۔ میں اسکو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ کہ اسکی طرف سے منسوب ہوں۔ اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف کے بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھیر سکے۔ تو میں جھوٹا ہوں"۔ (اربعین نمبر ۱ صفحہ ۳)

پھر مولوی محمد حسین بٹالوی کو جس نے اپنی عربی دانی کا دعویٰ کیا تھا۔ لکھا۔ "کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں۔ جنہوں نے کہا تھا۔ کہ انکو ایک صیغہ عربی کا نہیں آتا؟ تو جب بیس کے قریب نظم اور نثر میں عربی کی کتابیں میں نے لکھیں۔ اور ان کو بالمقابل لکھنے کی دعوت کی گئی۔ تو وہ ایک کتاب بھی عربی میں میرے مقابل نہ لکھ سکے۔ کیا مولوی محمد حسین وہی نہیں کہ جن کو میں نے اس بات کے لئے بلایا۔ کہ وہ میرے مقابل زانو بزانو بیٹھ کر قرآن شریف کی تفسیر عربی میں لکھیں۔ تو وہ اس مقابلہ سے عاجز آگئے۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۸۸)

پھر ضمیمہ انجام آتھم میں لکھا:۔ "ایک اور پیشگوئی جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ وہ یہ ہے کہ الرحمٰن علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور سے پورا کیا۔ کہ اب کسی کو معارف قرآنی میں مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی مولوی اس ملک کے تمام مولویوں میں سے معارف قرآنی میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہے۔ اور کسی سورۃ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک تفسیر میں لکھوں۔ اور ایک کوئی اور مخالف لکھے۔ تو وہ نہایت ذلیل ہوگا۔ اور مقابلہ نہیں کر سکے گا۔"

ان مذکورہ بالا حوالوں سے واضح ہے۔ کہ قرآن مجید کا فہم آپ کو خدا کی جانب سے عطا کیا گیا تھا۔ جس میں دوسرا کوئی شخص آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ آپ نے اپنے مخالف تمام علماء کو چیلنج کیا۔ اور بار بار اس امر کے لئے بلایا۔ کہ میرے ساتھ تفسیر نویسی۔ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف کے بیان کرنے میں مقابلہ کر لو۔ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ وہ اس میدان میں آتا۔ اور مخالفین کی اس عاجزی اور بے بسی نے حضرت اقدسؑ کی صداقت اور آپ کے منجانب اللہ ہونے پر مہر ثبت کر دی۔ حضور نے سچ فرمایا ہے

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کیلئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
مجھکو خود نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار

دیانندی مشن

اخبار "پرکاش" کی اسلامی جنت پر غیر مہذبانہ پھبتی

(از مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل جامعہ احمدیہ قادیان)

اخبار "پرکاش" ۳۰ر جنوری کی اشاعت میں "میسولینی کی جنت" کے عنوان سے رقمطراز ہے۔ "سپین کے مسلمانوں کی وفاداری خریدنے کیلئے اٹلی کے ڈکٹیٹر میسولینی نے "جنت" تعمیر کرانے کا اعلان کیا ہے۔...... اسلام اپنے مومنوں کو جس جنت کی پیشکش کرتا ہے۔ اس میں حوریں۔ غلمان۔ شہد کی ندیاں اور نہ جانے کیا کیا نعمتیں ہیں۔ اور جو جنت میسولینی تیار کرا رہا ہے۔ اس میں کیا ہوگا۔ یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ ہمیں خدشہ ہے کہ کہیں شیدایانِ اسلام خدا کی جنت کو ٹھکرا کر ایک انسان کی بنائی ہوئی جنت پر نہ ریجھ جائیں۔ تب اسلام کے پاس وہ خصوصیت بھی نہ رہے گی۔ جو اس کے مومنوں کے لئے باعث کشش ہے۔" صؔ کالم ۳

اسلام کی پاکیزہ تعلیم پر ہمیشہ سے آریہ سماجیوں کو دشمنی رہی ہے۔ ان کے گرو نے بھی اسلامی تعلیم پر اعتراضات کئے ہیں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ایسے معترضین اسلام پر زبان طعن کھولتے وقت اپنے گھر کو بھول جاتے ہیں۔ کہ ہم کیا ہیں۔ اور ہمارے پاس کیا ہے۔ جو اسلام کے مقابلے میں ہم پیش کر سکیں۔ مہاشہ جی نے اسلامی جنت پر تو اعتراض کر دیا۔ کہ اس میں حوریں۔ غلمان۔ شہد کی نہریں ہوں گی۔ مگر اپنے گھر کا خیال بھول گئے۔ کہ ان کے ایشور نے بھی تو دنیا میں اچھے کرم والے کی جزا یہی اچھی چیزیں رکھی ہیں۔ جواب مہاشہ جی کو بری معلوم ہو رہی ہیں۔ اگر حوریں۔ غلمان اور شہد کی نہریں بُری ہیں۔ تو پھر ان کے ایشور نے دنیا میں اچھی عورت۔ نوکر چاکر ہر چیز کی فراوانی کو اچھے کرم کے بدلے میں کیوں دیا۔ کیا جب کوئی آریہ سماجی کسی شخص کو خوشحال اور باشان و شوکت دیکھتا ہے تو نہیں کہتا۔ کہ یہ اس کے پچھلے کرموں کا پھل ہے کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ شراب کباب فاحشہ عورتوں عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنے والے کو ایشور کی دَین کا مالک سمجھتے ہیں۔ اور اسلامی جنت کی نعماء پر معترض ہوتے ہیں۔ حالانکہ اصل اسلامی جنت رضوان اللہ اکبر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی ہی اصل جنت ہے۔ اگر وہ اپنے بندے پر اس کے روح اور جسم دونوں کے عمل کے بدلے میں روح کی غذا رضوان اور اپنا دیدار دے۔ اور جسم کے عمل کے بدلے میں دوسری جسمانی نعماء دے۔ تو اس پر معترض ہوتے ہیں۔ میسولینی کی جنت پر ریجھنے اور خدا کی جنت کو ٹھکرانے کا خدشہ مسلمانوں کے متعلق تو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کا خدا جو رحیم و کریم اور بڑے فضلوں کا مالک ہے۔ انہیں بہشت ابدی جنت کی صورت میں دے گا۔ اور وہ ایسی عطا ہوگی جو غیر منقطع ہوگی۔ ہاں البتہ یہ خدشہ ہندوؤں کے متعلق خصوصاً آریوں کے ضرور ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایشور کا مکتی خانہ چھوڑ کر میسولینی کی جنت میں بھاگے بھاگے آئیں۔ کیونکہ ایک تو وہ مکتی خانہ دراصل ایک قسم کا جیل خانہ ہے۔ جیساکہ سوامی دیانند صاحب نے اسے جیل خانہ قرار دیا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ان کا ایشور جو ایک بنئے سے زیادہ اپنے پرشوں سے سلوک نہیں کرتا۔ یعنی جتنا کام اتنا دام کے مطابق ہوائی مکتی خانہ کی چند دن ہوا کھلا کر بغیر قصور کے کان سے پکڑ کر باہر نکال دیتا اور بلی۔ کتے۔ گدھے۔ سؤر بننے کے چکر میں ڈال دیتا ہے۔ وہ البتہ ایسے جنت کا نام سنتے ہی وہاں سے ضرور بھاگ آئیں گے مہاشہ جی کو اپنے ہم خیالوں کے متعلق خدشہ کا اظہار کرنا چاہیئے۔ نہ کہ مسلمانوں کے متعلق۔ اور اپنے ایشور کے مکتی خانہ کے اجڑنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور اسلامی خصوصیات تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بے شمار ہیں۔ صرف یہی جنت ہی نہیں۔ جن میں سے بعض کا اب مجبوراً آپ تتبع بھی کر رہے ہیں۔ مثلاً بیوہ عورت کی شادی۔ مسئلہ وراثت اور مسئلہ طلاق وغیرہ جو اپنے ہاں قانوناً آپ رائج کروا رہے ہیں۔ اور اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت تو یہ ہے۔ کہ اس کا خدا زندہ ہے۔ جو اب بھی اپنے بندوں سے کلام کرتا اور بولتا ہے نہ کہ آپ کے ایشور کی طرح کسی زمانہ میں بول کر بندوں سے الگ ہو کر چپ سادھ چکا ہے۔ چنانچہ موجودہ زمانہ میں خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمکلام ہوا۔ آؤ اس سچے خدا سے محبت کرو۔ جو تمام مخلوقات کا خالق اور رازق ہے اور اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا اور انہیں ابدی راحت عطا کرتا ہے۔ اور اسلام ہی کے چرنوں میں تمہیں سچی راحت ملے گی۔ ایسے بیہودہ اعتراضات چھوڑ دو۔ ورنہ منہ کی کھاؤ گے۔

ہے یہ گنبد کی صدا جیسے کہے ویسی سنے

پیغامی مشن

امیر غیر مبایعین کی زندگی کا ایک ورق

نبوت مسیح موعودؑ کا اقرار اور پھر انکار

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر منکرین خلافت احمدیہ جنہیں اپنی تفسیر نویسی پر بڑا ناز ہے۔ انکارِ خلافت ثانیہ سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس امر میں پورا پورا اتفاق رکھتے تھے۔ کہ آپ "مدعی نبوت ہیں"۔ اس زمانہ میں آپ اس امر کو قرآن مجید کی آیات کے رو سے تسلیم کرتے تھے۔ کہ امت محمدیہ میں خدا کے کسی نبی کا آنا ممکن ہے۔ مگر وائے قسمت کہ خلافت ثانیہ کے انکار کے ساتھ ہی آپ کے دماغ میں کچھ ایسا غرور سمایا کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی ماننا اسلام کی بیخ کنی قرار دینے لگ پڑے۔ اور انکار خلافت کے ساتھ ہی آپ نے نبیوں اور رسولوں کی ضرورت سے بھی انکار کر دیا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لیکچر سیالکوٹ صؔ ۳۲ پر فرماتے ہیں:۔

"پس یہ نہایت مغرورانہ خیال ہے۔ کہ کوئی یہ کہے۔ کہ مجھے خدا کے نبیوں اور رسولوں کی ضرورت نہیں۔ اور نہ کچھ حاجت۔ یہ سلب ایمان کی نشانی ہے۔ اور ایسے خیال والا انسان اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے۔ جبکہ وہ کہتا ہے۔ کہ کیا میں نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا۔ یا کلمہ گو نہیں ہوں۔ چونکہ وہ سچے ایمان اور سچے ذوق و شوق سے بے خبر ہے اس لئے ایسا کہتا ہے۔ اس کو سوچنا چاہیئے۔ کہ گو انسان کو خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ مگر کس طرح اس نے ایک انسان کو دوسرے انسان کی پیدائش کا سبب بنا دیا ہے۔ پس جس طرح جسمانی سلسلہ میں باپ ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ ایسا ہی روحانی سلسلہ میں روحانی باپ بھی ہیں۔ جن سے روحانی پیدائش ہوتی ہے۔"

افسوس ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر کے ماتحت آج امیر غیر مبایعین اور ان کے ہمنوا نبیوں اور رسولوں کی ضرورت سے انکار کر کے سچے ایمان اور سچے ذوق و شوق سے بے خبر قرار پا رہے ہیں۔ اور وہ اپنے اندر یہ سلب ایمان کی نشانی پیدا ہو جانے کی طرف سے بالکل غافل اور لاپرواہ ہیں۔ اور اب اسی دھوکا میں مبتلا ہیں۔ جس سے نکالنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ تحریر لکھی تھی۔ سبحان اللہ۔ وہ بھی کیا ہی اچھے دن تھے۔ جب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ۱۹۰۴ء میں کرم دین جہلمی والے مقدمہ میں سچی شہادت دے کر اپنے ایمان کا یوں مظاہرہ کیا تھا۔ مولوی صاحب مورخہ ۱۳ ھ؁ کو اپنے حلفیہ بیان میں فرماتے ہیں:۔

"مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے۔ مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے۔ اور اس کے مرید اس کو دعویٰ میں سچا اور دشمن جھوٹا سمجھتے ہیں ۲ پیغمبر اسلام مسلمانوں کے نزدیک سچے نبی ہیں۔ اور عیسائیوں کے نزدیک جھوٹے ہیں"۔

اسوقت کبھی کسی احمدی کے وہم و گمان میں بھی یہ نہ آتا تھا۔ کہ یہی مولوی محمد علی صاحب کسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر بیٹھینگے۔ مگر تقدیر کا نوشتہ اٹل ثابت ہوا۔ اور جناب مولوی صاحب کا قدم اس مقام سے پھسل گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "مولوی صاحب آپ صالح تھے۔ اور نیک ارادے رکھتے تھے"۔ کی حقیقت الم نشرح ہو گئی۔ کیونکہ مولوی صاحب کی صالحیت اور نیک ارادے مطابق الہام ہذا قصہ ماضی بن کر رہ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر وہ زمانہ بھی کیا ہی اچھا تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے پورے ۳۱ دن بعد جناب مولوی صاحب موصوف نے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر میں لکھا تھا:۔

"ہمیں بھی اس وسیع دعا کرنے کا حکم ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم اور اسکی قبولیت بھی یقینی کیونکہ خدا اگر وہ مدارج جو منعم علیہ لوگوں کو ملے۔ کسی کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دے سکتا ہی نہیں تھا۔ تو ہمیں یہ دعا سکھلانے کے کیا معنی مخالف خواہ کوئی معنی کرے مگر ہم تو اسی پر قائم ہیں۔ کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔ صدیق بنا سکتا ہے۔ اور شہداء اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔ مگر چاہیئے مانگنے والا" (الحکم جلد ۱۲ مورخہ ۸ رجولائی ۱۹۰۸ء)

افسوس ہے۔ کہ یہی مفسر جو ۱۹۰۸ء میں نبی پیدا ہو سکنے کا قائل تھا۔ اور اس کے خلاف استدلال کرنے والوں کو اپنا مخالف قرار دیتا تھا۔ ۱۹۱۴ء کے بعد انہیں مخالفین کی ہاں میں ہاں ملاتا ہوا نظر آرہا ہے۔

چنانچہ ۱۹۱۴ء کے بعد انکارِ خلافت کے ساتھ ہی یہ مفسرِ قرآن جو اپنی تفسیر نویسی پر پھولا نہیں سماتا تھا۔ اپنی تفسیر بیان القرآن میں اھدنا الصراط المستقیم والی آیت کی تفسیر کے تحت میں لکھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ کہ:۔

"یہاں (یعنی آیت انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین میں جسے مفسرین امت نے اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں پیش کیا ہے۔ ناقل) نبی کا لفظ آجانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے۔ کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ مل سکتا ہے"۔

ناظرین کرام۔ یہاں "بعض لوگوں" کے الفاظ میں جناب مولوی صاحب کا اشارہ جماعت احمدیہ کی طرف ہے۔ مگر کیا مولوی صاحب اس بات کا اعتراف کرنے کیلئے تیار ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں اس دعا کے یہی معنے کرتے ہوئے۔ کہ "خدا نبی پیدا کر سکتا ہے"۔ خود آپ کو بھی ٹھوکر لگی تھی۔ مجھے امید نہیں۔ کہ مولوی صاحب موصوف اپنی اس غلطی اور ٹھوکر کا اعتراف کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ اپنی غلطی کا اعتراف کوئی بڑے حوصلے والا انسان ہی کر سکتا ہے۔

پھر مولوی صاحب بتائیں۔ کہ اب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ لیکچر سیالکوٹ صـ۲۲ پر آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم لکھنے کے بعد اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"پس جبکہ خدا تمہیں یہ تاکید کرتا ہے۔ کہ پنجوقت یہ دعا کرو۔ کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں۔ وہ تمہیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہٰذا ضرور ہوا کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہنچانے کیلئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقت آتے رہیں۔ جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرو گے۔ اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے"۔

اس حوالہ سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان لوگوں کو جو اس دعا کے رو سے انبیاء کی آمد کے قائل نہیں خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرنے والا اور اس کے قانون کو توڑنے والا قرار دیتے ہیں۔ ادھر مولوی محمد علی صاحب اس آیت کی رو سے نبی کی آمد کے قائل کو ٹھوکر کھانے والا قرار دے رہے ہیں۔

اب جناب مولوی صاحب موصوف سے میرا سوال یہ ہے۔ کہ وہ صاف صاف الفاظ میں بتلائیں کہ کیا یہ امر حق ہے۔ کہ مولوی صاحب خود خدا کے قدیم قانون کو توڑ کر خدا کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ یا ان کے نزدیک یہ درست ہے۔ کہ معاذ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس آیت کی تفسیر میں یہ ٹھوکر لگی ہے۔ کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا سے مل سکتا ہے۔

کیا مولوی صاحب موصوف سے یہ امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ صاف صاف بغیر کسی ایچا پیچی اور ہیر پھیر کے میرے سوال کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں گے۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے وہ یاد رکھیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما چکے ہیں:۔

"جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھیراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت۔ خودپسندی اور خوداختیاری پاؤ گے۔ پس جانو۔ کہ وہ مجھ سے نہیں۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اسکی عزت نہیں"۔

(پرانا خادم۔ قاضی محمد نذیر امیر جماعت احمدیہ لائل پور)

ہمارا قرآن غیروں کی نظر میں

قرآن مجید ہی دنیا میں ایک ایسی کامل مذہبی کتاب ہے۔ جس کا لوہا اغیار بھی مان چکے ہیں۔ اور مخالفین بھی اس کے قائل ہو چکے ہیں۔ کہ یہ کتاب ایک بےنظیر کتاب ہے۔ ذیل میں ہم چند مستشرقین اور ذی علم عیسائی حضرات کے خیالات کا آئینہ پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن حکیم کے متعلق مختصر الفاظ میں انہوں نے شائع کیا ہے۔ اس سے آپ یہ اندازہ بھی لگالیں۔ کہ مخالفین اسلام قرآن عزیز کو کس غور و خوض سے پڑھ رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

قرآن کی بے عیب زبان

بہت متعصب مترجم قرآن جارج سیل صاحب لکھتے ہیں۔ کہ قرآن بے شبہ عربی زبان کی سب سے بہتر اور مستند کتاب ہے۔ کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا۔ اور یہ مُردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے۔

قرآن کا معجزہ

مشہور متعصب پادری ریورنڈ۔ جی۔ ایم اڈویل صاحب لکھتے ہیں۔ کہ قرآن کی تعلیم نے بت پرستی مٹائی۔ جنات اور مادیات کا شرک مٹایا۔ اللہ کی عبادت قائم کی۔ بچوں کے قتل کی رسم نیست و نابود کی۔

اسلام کو عیسائیت پر کیوں فوقیت ہے

ریونڈ آر میکسویل کنگ اپنے لیکچر میں لکھتے ہیں "قرآن الہامات کا مجموعہ ہے۔ اس میں اسلام کے قوانین۔ اصول اور اخلاق کی تعلیم اور روزمرہ کے کاروبار کی نسبت ہدایات ہیں۔ اس لحاظ سے اسلام کو عیسائیت پر فوقیت ہے۔ کہ اسکی مذہبی تعلیم اور قانون علیحدہ چیزیں نہیں ہیں۔

قرآن میں ملکی اور تمدنی نظام

موسیو اوجین کلاخل نامور فرانسیسی لکھتے ہیں۔ کہ قرآن مذہبی قواعد اور احکام ہی کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ اس میں اجتماعی اور سوشل احکام بھی ہیں۔ جو انسان کی زندگی کے لئے ہر حالت میں مفید ہیں۔

قرآن کی سچائی

پروفیسر کارلائل صاحب لکھتے ہیں:۔ میرے نزدیک قرآن میں خلوص اور سچائی کا وصف ہر پہلو سے موجود ہے۔ اور یہ سچ ہے۔ کہ اگر خوبی پیدا ہو سکتی ہے۔ تو اسی سے ہو سکتی ہے۔

قرآن دیکھکر عقل کو حیرت ہوتی ہے

کونٹ ہنری دی کاسٹری اپنی کتاب الاسلام میں لکھتے ہیں۔ قرآن کو دیکھکر عقل میں حیرت ہوتی ہے۔ کہ اس کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا۔ جو اُمّی تھا۔

قرآن بے مثل ہے

نامور مورخ ڈاکٹر گبن لکھتے ہیں:۔ قرآن وحدانیت کا بڑا گواہ ہے۔ ایک موحد فلسفی اگر کوئی مذہب قبول کر سکتا ہے۔ تو وہ اسلام ہی ہے۔ غرض سارے جہان میں قرآن کی نظیر نہیں مل سکتی۔

خدا اور بندوں کے حقوق

مسٹر مارماڈیوک پکتھال لکھتے ہیں۔ قرآن ہی کے قوانین نے اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق پورے طور سے بتائے ہیں۔ اور اسکو یہودیوں اور عیسائیوں نے بھی مان لیا ہے۔

قرآن حکمت سے پُر ہے

ایکس لیورزوں فرانسیسی فلاسفر لکھتا ہے۔ قرآن روشن اور پُرحکمت کتاب ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ وہ ایسے شخص پر نازل ہوئی۔ جو سچا نبی تھا۔ اور خدا نے اسکو بھیجا تھا۔

قرآن کی کایا پلٹ تاثیر

موسیو میڈیو فرانسیسی لکھتے ہیں۔ اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں۔ انہوں نے قرآن کی تعلیم کو نہیں دیکھا جس کے اثر سے عرب کی تمام بُری معیوب عادتوں کی کایا پلٹ ہو گئی۔

قرآن امن کا ضامن ہے

موسیو کاسٹن کار نے اخبار شگارو میں لکھا ہے۔ زمین سے اگر قرآن کی حکومت جاتی رہے۔ تو دنیا کا امن و امان کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔

قرآن تندرست رہنا سکھاتا ہے

ایکم دی بولف صاحب نامور جرمن فاضل لکھتے ہیں۔ قرآن نے صفائی۔ طہارت اور پاک بازی کی ایسی تعلیم دی ہے۔ کہ اگر ان پر عمل کیا جائے۔ تو بیماریوں کے کیڑے سب کے سب ہلاک ہو جائیں۔

قرآن کی خوبیاں

چیمبرس انسائیکلوپیڈیا میں محمڈن ازم کے زیر عنوان لکھا ہے۔ قرآن نے ظلم۔ جھوٹ۔ غرور غیبت۔ طمع۔ فضول خرچی۔ حرام کاری۔ خیانت اور بدگمانی کی بہت سخت برائی کی ہے۔ اور یہی اسکی بڑی خوبی ہے۔ (ماخوذ)

فاروق کیلئے خریدار بنانا آپ کا قومی فرض ہے۔

ناظرین فاروق کو خدا عید مبارک کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مستورات کا کالم

آپس کی رنجشیں

دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ذی فہم۔ حلیم الطبع اور عاقبت اندیش شخص نظر آئے گا۔ جس کی زندگی خانگی جھگڑوں اور آپس کی شکر رنجیوں سے بالکل پاک اور مبرا ہو۔

بھائی بہنوں۔ نند بھاوجوں۔ حتیٰ کہ شوہر اور بیویوں سے کسی خاص امر میں مختلف الرائے ہونا۔ مخالفت کرنا اور بگاڑ کی صورت پیدا ہو جانا ناممکن بات نہیں۔ لیکن عقلمندی اور تعلیم کا منشاء یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم جلد سے جلد ان غلط فہمیوں اور بدمزگی کی خلشوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور ان باتوں کو فقط آپسیں محدود رکھیں۔ تاکہ ہر کس و ناکس کے کانوں تک یہ باتیں پہنچ کر ان جھگڑوں کو زیادہ پیچیدہ نہ بنا دیں۔ کیونکہ ایسے موقعہ پر جتنے منہ اتنی باتیں۔ خلق کا حلق کوئی بند نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس پر رائے زنی کرنے سے آپ کسی کو باز رکھ سکتی ہیں۔

عورتوں کیلئے علی الخصوص ہر شخص کے خانگی معاملات میں دخل اندازی اور نکتہ چینی ایک محبوب مشغلہ ہے۔ وہ بجائے اس کے کہ آپس میں مصالحت کی تدبیریں نکال کر ملاپ کی کوئی صورت پیدا کریں۔ الٹا بات کا بتنگڑ بنا کر ہمیشہ کو یہ راہ مسدود کر دیتی ہیں۔ قاعدے کی بات ہے۔ کہ دوسروں کی زبان سے اگر آپ اپنی مخالفت کی یہ باتیں سنیں۔ کہ فلاں عزیزہ آپ کے پس پشت یوں فرماتی تھیں۔ تو یقیناً آپ کو اس کا بہت زیادہ صدمہ ہوگا۔ بہ نسبت اس کے کہ یہ شکایت وہ خود آپ کے روبرو کر دیتیں۔ اس طرح طرفین میں صفائی ہو جانا بھی زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ اور کسی قسم کی رنگ آمیزی بھی نہیں ہوتی۔

علاوہ ازیں گھر کی باتوں کا باہر چرچا ہونا کس قدر معیوب بات ہے۔ جاہل اور کندہ ناتراش تو راہ چلتے جھگڑ لیتے ہیں۔ ہاتھا پائی کی نوبت آجاتی ہے۔ تماشائیوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے ہیں۔ ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے کیا کوئی سمجھدار انسان بھی اس طرح برسرِ عام آپس کی رنجشوں کا مظاہرہ پسند کریں گے۔ ہرگز نہیں۔ پس اس ذلیل حرکت سے کوسوں دور رہنا چاہیئے۔ اور ہرگز اپنے اعزہ و اقربا یا دوستوں کی شکایتیں خواہ ان سے کیسی ہی بدسلوکی کیوں نہ ہوئی ہو۔ برسرِ عام مجلسوں اور ملاقاتوں میں نہ ہونی چاہئیں۔ اگرچہ اس وقت لوگ آپ کی بے عقلی کی باتیں سن کر آپ سے ضرور ہمدردی ظاہر کریں گے۔ لیکن بعد میں آپ کو سخت خفت اٹھانی پڑے گی

بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ اپنے عزیزوں کی شکایت نہایت آزادانہ طور پر ہر شخص کے آگے حتیٰ کہ جلسوں اور پارٹیوں میں بھی کرنے لگتی ہیں۔ اور اندرونی معاملات خانگی جھگڑوں۔ آپس کی نااتفاقیوں کی تفصیل اس طرح بیان کرتی ہیں۔ گویا اہل مجلس ان کے حق میں عدالت کی طرح انصاف کریں گے۔ اگرچہ وہ اپنے زعم میں یہ ظاہر کرنا چاہتی ہیں۔ کہ ہم سچ مچ مظلوم ہیں۔ اور جس کی شکایت کرتی ہیں۔ وہ واقعی نہایت ظالم اور سفاک شخص ہے لیکن وہ یہ کبھی نہیں سوچتیں۔ کہ یہ باتیں خاندانی شرافت کے کس قدر منافی ہیں۔

خداوند کریم نے غیبت اور کینہ پروری کو سب سے بُرا فعل قرار دیا ہے۔ اور عیب پوشی کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ شوہر اور بیوی کی نسبت تو خاص طور پر قرآن پاک میں "ھن لباس لکم و انتم لباس لھن" کہا گیا ہے۔ اس لئے خواہ شوہر سے رنجش ہو یا کسی عزیز سے ہر حالت میں ہمیں چاہیئے۔ کہ خود بنظر غائر اس کے اسباب کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور حتی الامکان یہ دریافت کریں۔ کہ آیا اس میں دونوں فریق ذمہ وار ہیں۔ یا نہیں۔ خود کو سارے الزام سے بری کر کے سب کا ذمہ وار فریق ثانی کو قرار دینا محض رنجش کو بڑھانا ہے۔ یوں تو سخت غصہ کی حالت میں اسکی تفریق اور امتیاز مشکل ہے۔ لیکن بعد میں انصاف اور یکسوئی سے اگر ہم اس کا خود اعتراف کرلیں۔ اور اس کو طول نہ دیں۔ تو آپس کی رنجش کوئی چیز نہیں ہے۔

ضروری گذارش

فاروق میں ایک طبی کالم اس غرض کے لئے رکھا گیا تھا۔ کہ فاروق کے دوستوں کو اگر کوئی نسخہ کسی مرض کا جس میں وہ مبتلا ہوں۔ مطلوب ہو۔ تو وہ اپنا حال بطور سوال کے لکھ کر بھیج دیا کریں۔ ان کا جواب فاروق میں شائع کر دیا جائے گا۔ لیکن اس پر ابھی توجہ نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ کالم شائع نہیں ہؤا۔ احباب اس طرف توجہ کریں۔ اور جو ہمارے ڈاکٹر و حکیم و طبیب ہیں۔ وہ بھی خلقِ خدا کو آسان اور کم قیمت نسخہ دے کر ثواب حاصل کریں۔

ہفتہ بھر کی خبروں کا انتخاب

نئی دہلی۔ ۳۱ر جنوری۔ آج مسلم لیگ کونسل میں چودھری خلیق الزمان نے قرارداد پیش کی۔ کہ پنجاب کی وزارت مسجد شہید گنج کے مسئلہ پر مستعفی ہو جائے۔ قرارداد کی تائید راجہ صاحب محمود آباد اور ملک برکت علی ایم۔ ایل۔ اے پنجاب نے کی۔ نواب احمد یار خاں دولتانہ اور نواب لیاقت علی نے پنجاب کی صورت حالات کی وضاحت کی۔ اور کہا۔ کہ یونینسٹ پارٹی کی وزارت مسلم لیگ کی وزارت نہیں۔ ۹۰ مسلمان ارکان اسمبلی میں سے ۸۰ مسلمان یونینسٹ پارٹی کے ممبر ہیں۔ تمام ایوان کے ارکان کی تعداد ۱۷۵ ہے۔ جن میں سے صرف ۸۰ ارکان وزارت کے حامی ہیں باقی ماندہ مسلمانوں میں سے چار کانگرسی ہیں۔ تین احراری اور دو ایسے ہیں۔ جو کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ نواب دولتانہ نے مزید کہا۔ کہ اگر ان حالات میں وزارت مستعفی ہو جائے۔ تو اس صورت میں غالب امکان یہی ہے۔ کہ کوئی دوسری جماعت وزارت مرتب کرے گی۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ اسکی بنیاد فرقہ پرستی پر ہو۔ ایسی حالت میں تعطل پیدا ہونا ناممکن ہے۔

معلوم ہؤا ہے۔ کہ لیگ کا خاص اجلاس لاہور میں ہی غالباً ماہ فروری کے دوران میں منعقد کیا جائے گا۔ لیگ کونسل نے شام کے اجلاس میں فیصلہ کیا۔ کہ ۱۵ فروری کو تمام ملک میں یوم مسجد شہید گنج منایا جائے۔

لاہور۔ ۳۱ر جنوری۔ معلوم ہؤا ہے حکومت پنجاب نے تمام ڈسٹرکٹ بورڈ سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے نام ہدایات جاری کی ہیں۔ کہ آئندہ طلباء اور طالبات کی فیس معاف کرنے کے معاملہ میں فرقہ وار تناسب کو ملحوظ رکھا جائے۔ اور فیس کی معافی کی جو رقم ہو۔ اس کا نصف حصہ مسلم طلباء اور طالبات کے حصہ میں آئے۔

لکھنؤ۔ ۳۱ر جنوری۔ یہاں ایک جلسہ میں احراری لیڈروں نے مسلم لیگ کے خلاف خوب زہر اگلا۔ جلسہ کے دوران میں فساد برپا ہو گیا۔ ایک گیس لمپ کے ٹوٹنے کی وجہ سے ایک مقامی ایڈووکیٹ کے سر پر شدید زخم آئے۔ اسی طرح کئی لوگ لاٹھیوں سے مجروح ہوئے۔

لاہور۔ یکم فروری۔ ۱۹ احراری رضاکاروں نے جو مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں تحریک سول نافرمانی میں قید ہوئے تھے۔ معافی مانگ کر رہائی حاصل کی ہے۔ اس وقت تک جس قدر احراری معافی مانگ کر رہا ہو چکے ہیں۔ ان کی تعداد ۲۵ ہے۔

کراچی۔ یکم فروری۔ حکومت سندھ نے اس فیصلہ کے پیش نظر کہ بلدیات میں نامزدگی کا طریق منسوخ کر دیا جائے۔ مقامی میونسپل کارپوریشن کو حکم دیا ہے۔ کہ نامزدگی کے ذریعہ پر ہونے والی ۸ نشستوں میں سے ۳ ہندوؤں کو ۳ مسلمانوں کو اور ایک مزدوروں کو دی جائے۔ بقیہ ایک نشست اڑا دی جائیگی۔

نئی دہلی۔ یکم فروری۔ مسٹر جناح نے مسلمانوں کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے ملک کی موجودہ سیاسی صورت حالات پر تبصرہ کیا اور کہا۔ کہ صوبجاتی حکومتوں کی عملداری سے یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ ہماری گردنیں کانگرس کے پنجہ میں محفوظ نہیں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے "بندے ماترم" کا بھی ذکر کیا۔ کانگرسی صوبوں کے سکولوں میں ہندی ہندوستانی کے جبری نفاذ کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ اقدام اسلامی تمدن اور اردو زبان کے لئے پیام مرگ ہے۔ آخر میں کہا۔ اگر ہندوستان کے تمام مسلمان کانگرس میں شامل ہو بھی جائیں۔ تب بھی وہ اقلیت میں رہیں گے۔ مسلمانوں کے بچاؤ کی صرف یہی صورت ہے۔ کہ وہ اپنے جھنڈے کے گرد جمع ہو کر یک دل و یک زبان ہو جائیں۔ مجھے یقین ہے۔ میں آپ کی امداد سے مسلم لیگ کو ۸ کروڑ مسلمانوں کی پارلیمنٹ بنانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس وقت میں آپ کو جواب دونگا۔ کہ میں فلسطین اور شہید گنج کے مقابلہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔

پیرس۔ ۲ر فروری۔ فرانس کے وزیر اعظم نے ایک نہایت اہم اعلان کیا ہے۔ جس کے دوران میں انہوں نے اس امر پر زور دیا۔ کہ ہسپانیہ میں بم باری کو ختم کرا دیا جائے۔ انہوں نے کہا۔ کہ وہ اس سلسلہ میں اپنے وزیر خارجہ سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔ اور وہ دوسری حکومتوں سے گفتگو کریں گے آپ نے اس سلسلہ میں دوسرے ممالک کی حکومتوں اور باشندوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ بم باری کو ختم کرانے کے لئے فرانس کی مدد کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نئی دہلی ۔ ۲ فروری۔ ۱۸۱۸ء اور ۱۸۲۱ء کے درمیان ریاستہائے اودے پور اور جودھپور کے بعض دیہات برطانوی انتظام کے ماتحت لائے گئے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ چونکہ اب وہ اسباب موجود نہیں رہے۔ جن کی وجہ سے ان پرگنوں کو برطانوی انتظام میں داخل کیا گیا تھا۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ یکم اپریل ۱۹۳۷ء سے دیہات ریاستہائے اودے پور اور جودھپور کو واپس کر دیئے جائیں۔ اس علاقے میں قیام امن کے لئے جو فوج متعین کی گئی تھی۔ وہ بھی حکومت میواڑ کے سپرد کر دی جائے گی۔ اس طرح برطانوی ہند کے محصول دہندوں پر سے ۲ لاکھ روپیہ کا موقع ٹل جائے گا۔

نئی دہلی ۔ ۲ فروری۔ ایک سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ اس سال گورنمنٹ آف انڈیا کے سکرٹریٹ میں اسسٹنٹوں اور کلرکوں کی بھرتی کے لئے امتحان مقابلہ منعقد نہیں کیا جائے گا۔

قاہرہ ۔ ۲ فروری۔ ایک شاہی فرمان کے ذریعہ مصری پارلیمنٹ کو توڑ دیا گیا ہے۔ وفد پارٹی کے بہت سے ممبر مسٹر نحاس پاشا سابق وزیر اعظم مصر کی قیادت میں بہت سا سامان خورونوش لے کر پارلیمنٹ ہال میں داخل ہو گئے۔ نحاس پاشا اور اس کے حمائتوں نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ وہ ہال کے اندر رہ کر ہڑتال کریں گے۔ اس کے بعد پولیس کے دستے پارلیمنٹ ہال کے سارے دروازوں پر کھڑے ہو گئے۔ اور کسی شخص کو اندر جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ نئی پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس ۱۲ اپریل کو منعقد ہو گا۔ سارے مصر میں سنسنی پھیل گئی ہے۔

— ۲۶ جنوری۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ہائیکورٹ لاہور نے انسداد رشوت ستانی کے پیش نظر تمام پنجاب میں عدالتی امیدوار اور دیوانی پیادے بھرتی کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ اور جو امیدوار یا پیادے پہلے بطور آنریری عدالتوں میں کام کرتے تھے۔ ان کو اپنے اپنے گھر چلے جانے کا حکم مل گیا ہے۔ اور ان کی بجائے ہر ایک عدالت میں ضرورت کے مطابق تنخواہ دار آدمی مستقل طور پر مقرر کر دئے گئے ہیں۔

راجہ جنگ کی مسجد اور اسلامیہ سکول

لاہور ۔ ۲۸ جنوری۔ گذشتہ دو سال سے راجہ جنگ کی مسجد اور اسلامیہ سکول کی زمین کا مقدمہ چل رہا تھا۔ جس کا فیصلہ ۲۲ جنوری کو سشن جج لاہور نے سنا دیا۔ اور مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دیا۔ یہ مقدمہ راجہ جنگ کے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان تھا۔ اور سکھ مسجد اور سکول کی عمارت کو منہدم کرنا چاہتے تھے۔ اس فیصلے کی رو سے فی الحال مسجد

وصیتیں

ع ۴۹۵۷ ۔ منکہ سید عبد السلام ولد مولوی سید عبد الرحیم مرحوم رضؓ قوم سید پیشہ ملازمت عمر تخمیناً چالیس سال پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی ڈاکخانہ سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑلیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{38}$ ۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

میری آمدنی مبلغ ۔/۔/۹۵ روپے ماہوار ہے۔ جس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اس کے سوائے میرے پاس اس وقت کوئی جائیداد نہیں میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ اپنی آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد:۔ سید عبد السلام ہیڈ مولوی ضلع سکول بالاسور اڑلیسہ۔ گواہ شد:۔ عبد الحلیم برادر موصی اڑلیسہ۔ گواہ شد:۔ سید غلام محمد سکرٹری انجمن احمدیہ سونگھڑہ کٹک اڑلیسہ۔

ع ۴۹۵۸ ۔ منکہ عبد القادر ولد قوم کشمیری پیشہ زمیندارہ عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۸ء ساکن ہموساں ڈاکخانہ بدھل ضلع ریاسی صوبہ جموں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{38}$ ۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اس وقت میری موجودہ جائیداد منقولہ بصورت برتن و مولیشی قریباً دو صد روپیہ ہے۔ ایک بیوی ہی ہے۔ جو $\frac{1}{4}$ حصہ کی شرعی طور پر حق دار ہے۔ باقی ڈیڑھ صد روپیہ کے متعلق میں یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے $\frac{1}{3}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ میرے گذارہ کی صورت گھراٹ پر مزدوری ہے۔ جس کی آمد غیر معین ہے۔ اس کا دسواں حصہ بھی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ نیز اگر میری وفات کے بعد میری زیادہ جائیداد ثابت ہو۔ تو۔ تو مندرجہ بالا وصیت کے مطابق زیادتی کے $\frac{1}{3}$ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حق دار ہو گی۔

العبد:۔ عبد القادر نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ غلام احمد شاہ سکرٹری تبلیغ ہموساں گواہ شد:۔ محمد سلطان نمبردار ہموساں نشان انگوٹھا۔

ع ۴۹۵۹ ۔ منکہ محمد ضیاء اللہ ولد بابو اکبر علی صاحب قوم راٹھر پیشہ تجارت عمر قریباً ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن پشاور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج $\frac{1}{38}$ ۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری جائیداد کوئی نہیں ہے میں کاذر یڈیو میں $\frac{1}{3}$ کا حصہ دار ہوں۔ مجھے اخراجات کے لئے ۔/۔/۷۰ روپے ماہوار ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ منافعہ میں میرا حصہ علیحدہ ہے۔ جو اوپر درج ہے۔ میں اس تمام آمد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ مبلغ ۔/۔/۷ روپے کا دسواں حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ منافع کا حصہ تقسیم اور وصول منافع پر داخل خزانہ کراتا رہوں گا۔ میری وفات پر اگر اس کے علاوہ کوئی جائیداد میری مملوکہ ثابت ہو۔ تو یہ وصیت اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ پر بھی حاوی ہو گی

العبد:۔ محمد ضیاء اللہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ محمد نذیر خاں۔ گواہ شد:۔ مرزا منصور احمد۔

ع ۴۹۶۰ ۔ منکہ شریفہ بیگم زوجہ مولوی محمد حسین صاحب مبلغ قوم راجپوت کھوکھر عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الرحمت بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{38}$ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اس وقت مندرجہ ذیل جائیداد ہے۔ مہر مبلغ یکصد روپیہ بذمہ خاوند زیورات ۔/۔/۳۵ روپے کل مبلغ ۔/۔/۱۳۵ روپے ہیں اس کے $\frac{1}{5}$ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اور یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ اگر میں بوقت وفات کوئی مزید جائیداد چھوڑوں۔ تو اس کے $\frac{1}{5}$ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

نوٹ:۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ اس رقم میں سے منہا کر دیا جائیگا

العبد:۔ شریفہ بیگم نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ محمد حسین احمدی مبلغ خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ محمد شریف مولوی فاضل دار الرحمت قادیان۔

ع ۴۹۶۱ ۔ منکہ ہارون رشید ولد ملا محمد بشیر الدین قوم زمیندار پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۲۲ سال تاریخ بیعت ۳۳ء ساکن ملاساہی ڈاکخانہ بھدرک ضلع بالیسر صوبہ اڑلیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

(۱) میرا گزارہ اس وقت ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو فی الحال سولہ روپے ماہوار ہے۔ میں اس کے $\frac{1}{6}$ (چھٹا حصہ) کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ تازیست اپنی ماہوار آمد کا $\frac{1}{6}$ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔

(۲) اس کے علاوہ میری موروثی جائیداد غیر منقولہ زمین اور مکان بھی جو ہنوز میرے قبضہ میں نہیں آئیں۔ میرے قبضہ میں آنے پر جس قدر جائیداد میرے حصہ میں آئیگی۔ اس کے بھی $\frac{1}{6}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

(۳) میں یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات کے وقت مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{1}{6}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

(۴) اگر میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل کر دوں۔ تو وہ رقم وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:۔ ہارون رشید بقلم خود۔ گواہ شد:۔ سید محمد زکریا بقلم خود این۔ سی۔ ایم۔ ای سکول پرانا بازار بھدرک گواہ شد:۔ محمد شمس الدین مقام شنکر پور بھدرک

ع ۴۹۶۲ ۔ منکہ مبارکہ بیگم زوجہ علی اکبر ایم اے قوم راجپوت رانجھا عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن گھڑیال کلاں ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{12}{37}$ ۳۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری موجودہ جائیداد جس میں میرا زیور اور حق مہر شامل ہے۔ تخمیناً ۔/۔/۱۱۳۴ روپے ہے اس کے علاوہ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ میں اپنی مندرجہ بالا تمام جائیداد کے $\frac{1}{9}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس میں سے جو حصہ میں اپنی زندگی میں ادا کر کے رسید حاصل کر لوں گی۔ وہ حساب بیباق کرتے وقت مجرا لینے کی حق دار ہوں۔ نیز اس کے علاوہ میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ میری ثابت ہو۔ تو اس کے بھی $\frac{1}{9}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور متصور ہو گی۔

العبد:۔ مبارکہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ علی اکبر ایم اے۔ ڈی۔ آئی جہلم۔ گواہ شد:۔ حافظ عبد العلی بی۔ اے بلاک نمبر ۹ سرگودھا والد موصیہ۔

خاص رعایتی اعلان

خریداران فاروق کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ فاروق میں اگر وہ کوئی اعلان نکاح کا یا اپنی کسی حاجت کیلئے دعا کی تحریک شائع کرانا چاہیں۔ تو ہمیشہ بغیر کسی اجرت و معاوضہ کے شائع کیا جاویگا۔ بشرطیکہ وہ فاروق کے خریدار ہوں۔

و مسجد اور سکول کی عمارتیں بچ گئی ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سکھ اب ہائی کورٹ میں اپیل کرنے والے ہیں۔